

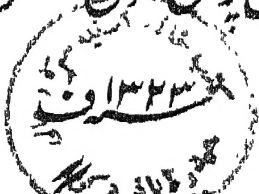
اِنَّ مِنْ الشَّعْرِ لِحِكْمَةٍ وَانَّ مِنَ الْبَيَانِ لِسِحْرًا

پندستان

معروف بہ
منتخب دیوان سید منی

از تاج افکار گرامی قدرباب مولانا ابو محمد حسین حبیب سیفی
خلف مولوی سید عبدالحی حبیب مرحوم متوطن محاربا و (سید) و حیدر آباد کن

مدرس پرنسپل اسکول صنایع پربھنی



اخر دکن پرنسپل واقع افضل کنج حیدر آباد کن

دعائے طلب

اے رحیم و مالکِ مَدَن و مَدَن
 دیکھتا ہے تو ہی اک دن ہو کہ رات
 حمد تیری ہو سیکے گی ہم سے کیا
 فضل سے تیرے ہی ربِّ و المنن
 جو رعایا کی رعایت سے ہے خوش
 ماحی جو روستہ جہل و جفا
 پیار سے کہتے ہیں ہم جنگو حضور
 مدد سریر و خسر و اجسم سپاہ
 فضل سے اپنے انہیں تو شاہ و رکھ
 افسران ملک بھی اچھے رہیں
 اور ہمارے جس قدر ہیں ماسٹر
 تو بچان کو دلی آزار سے
 دے اُنہیں اقبال و عمر بے محن
 ان کے فیضِ علم کا دریا بہا
 آج ہم جتنا پڑھیں وہ یاد ہو
 پڑھنے کہنے میں ہمارا دل لگے
 اے خدا تو فیق دے ایسی ہمیں
 اور اپنے فضل سے کرنا عطا
 تاکہ اتنا علم آجائے ہمیں

اے کریم و خالقِ کون و مکان
 اور سنتا ہے ہمارے دل کی بات
 صانعِ مطلق ہے تو ہر چیز کا
 حکم ان ہے ہم پر وہ شاہِ دکن
 جو برابری برائت سے ہے خوش
 حامیِ دینِ مستینِ مصطفیٰ
 جس سے حاصل ہو بہنِ لطف و مہر
 میرِ عثمانِ علیخان بادشاہ
 اور ان کے ملک کو آباد رکھ
 اپنے اپنے کام میں سچے رہیں
 جو ہمارے ہر طرح بہنِ راہِ سیر
 بغض و جو روکینہ و پندار سے
 راے روشن اور دل آئینہ تن
 اور ہمیں سیراب کر دے خوبا
 مہربانِ ہم پر ہر اک استاد ہو
 غیبت و بدگوئی سے نفرت ہے
 جس سے ہم دارین میں اچھے رہیں
 فہمِ خوش ذہنِ قومی عقلِ رسا
 عقل کی آنکھوں سے تجھ کو دیکھ لین

طریقہ کدیش

خاکسار اپنی اس پیچیدہ تصنیف کو انصاف الفصحا بلوغ القدر و
علم و ہنر فیض سان فیض کسترات آب الحیا مولوی محمد حبیب الدین
صاحبہ محاسب مالک محروسہ سرکار عالی کو نام نامی پر اس قصیدہ
عنوانیہ کیساتھ معنون کرنا ہی تاکہ کتاب کو اعتبار اور بندہ کو افتخار حاصل ہو

سیفی

قصیدہ عنوانیہ

دعا بین کیون نہ دین دل ہی نہیں ہم	رعایا جن کے سایہ میں ہے خرم
مڑے پیار سے وطن کیا تیرا کہنا	تری تقدیر ہے عشرت سے تو ہم
بجھے ملک دکن یہ فخر بس ہے	کہ تو ہے زخم علم و فن کا مرہم
ضیا تجھ میں ہے کس شمس و قمر کی	منور کیون نہ ہو گا تجھ سے عالم
ادھر شہ میر عثمان علی خان	ادھر حاتم صفت دستور اعظم
اگر وہ ثانی نوشیروان ہیں	تو یہ بھی کچھ ارسطو سے نہیں کم
وہ ظل اللہ مستغنی عن الممدوح	یہ ظل حکمران غیرت و دہ جم

یہ پینے مالک سے اور مالک ان
 انہیں کی حکمرانی کی بدولت
 سبھی ارکانِ دیشانِ ریاست
 خصوصاً اعظم و اعلى الحساب
 معنون جنگے ناچنیک پر سے
 معاون ملک کے اور ملک یوں کے
 انہیں کے مہر و انائی کے آگے
 انہیں کے حسنِ حکمت کے مقابل
 انہیں کی تیغ اور شمشیر وہ ہے
 فضائل اور فضائل میں گمانہ
 طبیعت منتظم منصف مہذب
 مدبر عادل و علامہ عصر
 متاع افتخار و ناز و دوران
 تمنائیں بھلی بے لوث۔ اچھی
 بھی خواہوں کے ہیں ماہِ مسرت

بہت خوش ہوئیں دلشاد و باہم
 نذیر و بیچ ویدہ ویدہ پر نعم
 نظر آئے ہیں اب عدلِ مجسم
 حبیب الدین صاحب عقل پرچم
 یہ پندستانِ سیفی اسے مکر
 بہت دیکھ گئے ان سے مکر
 ہوا ہے گل چراغِ شہرتِ جم
 فلاطون کا سہر تسلیم ہو خم
 کہ لوہا مانتا ہے ایک عالم
 ذکا و فہم و دانش میں مسلم
 حیا غیرت و دہ و امانِ مریم
 شجاع و زیرک و دانا و احقرم
 مہر و مہربانیت اب و عم
 ارادے نیک اور سارے مصمم
 اور اعدا کے لئے ماہِ محرم

رعایا کی رعایت سے ہر بخش و دل
 ہنہیں ہوتا کوئی جسم مذہب
 ہر اک تجویز معنی خیز و قطعی
 سبھی آرا سے عدل و داد آرا
 جسے دیکھو وہ ہے مداح اُن کا
 کہاں ہے جورا کس کا نام بھی تو
 خوشی پھرتی سر سے آزادی سے ہر جا
 اوہر مدوح کے وصفون کا فرمان قطعہ
 اوہر یہ التجا سے طبع موزون
 مگر موقع کہاں ہے امتحان کا
 سہانا وقت ہے اورابر بھی ہے
 حقارت سے ارم کو دیکھتا ہے
 پریشان خاطر دن کی تمٹوں سے
 ہر اک ڈالی پگھل آویڑ لعل
 غرورِ حسن سے ہنستی ہین کلیان

ہر ایا کی برائت سے ہین حرم
 ہنہیں ہوتی کوئی تحریر مبہم
 ہر اک نکتہ کسی نکتہ کا محرم
 سبھی احکام محکم بلکہ حکم
 مگر بان ظلم کا ہے ناک میں دم
 سنا جاتا ہنہیں لیکن مرخم
 مقید عاصدون کے ولین ہی غم
 ہنہیں ثانی ہمارے ہین ہین ہم
 ہنہیں ہے سیف سیفی ریختہ دم
 کہ پڑ ہنار سے وظیفہ بھی گجر دم
 ہماروں پر ہین گہائے سپر غم
 ہر اک سروچمن کا ہے یہ عالم
 خوشی نزدیک ہے اور دور ہی غم
 ہر اک پتہ ہے غیرت بخش نیلم
 عنادل کو ہنہیں ہے کوئی جو کھم

کلابِ شبنم آلودہ کا جلوہ
 صبا آغوشِ گلِ بین کہہ رہی ہے
 مسلسل کرتی ہے دردِ انا الورو
 غضبِ رفتار ہے آبِ روان کی
 مزے میں شہد سے بڑھ کر ہے میٹھا
 شرابی بے خبر ایسے کہ گویا
 لالت کی ہے الاپ ارگن کو سر میں
 چٹک کر غنچے دیتے ہیں ادھر تال
 رکھ بگنڈا بھی اُترے ہوئی بین
 غرض وہ لطفِ لگین ہے زمانہ
 یقیناً نیک ساعت ہے یہ جب
 یکایک آگیا ہمراہِ فرحت
 دعا بیاختہ یہ دل سے نکلی

پرافشانِ عارضوں سے کچھ نہیں کم
 کہ از بوسے دلاویز تو مستم
 ہوئی ہے مست ایسی قوتِ شمع
 ستم بین قطرہ ہا سے نورِ شبنم
 لطافت میں اگر ہے آبِ زفرم
 کیسے واسطے ہو گا جہنم
 مچا رکھی ہے چڑیوں نے خواہم
 ادھر بادِ صبا پھرتی ہے چمچم چمچم
 مزا ہی دیر ہی ہے کچھ یہ سرگم
 کہ ہے تریاقِ عزت نشہ سم
 کہ سب اسبابِ رحمت ہیں فراہم
 خیالِ لطفِ ممدوحِ مخم
 رہی یہ تہا صدوسی سالِ حرم

ترقیِ عزت و اقبال میں ہو
 پیارے متصل پیہم و مادم

اِنَّ مِنَ الشَّعْرِ لِحِكْمَةٍ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

پندستان

معروف ہے

منتخب دیوان سیدنی

انتخاب افکار گرامی قدربا مولانا ابو محمد حسین صاحب سیدی

خلف مولوی سید عبدالعلی صاحب مرحوم متوطن محمد آباد بیدرو

حیدر آباد دکن مدرس لریڈل سکول ضلع پٹنہ



اختر دکن پریس واقع فضل گنج حیدر آباد دکن



روایات الف

کیا لطفِ زندگی ہے کیا حظِ بندگی ہے کیا ہم سے ہو سکیگی حمد و ثناء سے باری	جب ہو نظر سے غائب غنچہ دہن ہمارا ہے کیا زبانِ باری سے کیا دہن ہمارا
---	--

ولہ

وہ خوش نصیب ہے اب پوچھنا ہی کیا دل کا وہ ایک وہ تھو کہ سب چھوڑ کر گئے طیبہ حسبِ انبائے مجھے مستقل مزاج دہرا	کہ عشقِ احمدِ مرسل ہے مدعا دل کا یہ ایک ہم ہیں کہ سنتے ہے کہا دل کا مین جانتا ہوں کہ کتنا ہے حوصلہ دل کا
---	--

ولہ

صدق دل سے ہر گھڑی ہو دردِ ستمِ خدا کا کفر ٹوٹے گا اسی سے نفسِ مکرور کا

ولہ

جو اپنے باپ کو اتنا نہ بولے پڑوسی کو چپ وہ کب کہے گا

ولہ

اپنے بیگانے ہوئے طرز و فاجات را
اب کہنا وہ صحبتیں سارا مزا تار را

ولہ

فلک کے زیر سایہ پیو سایہ سے ڈرے انسانا
تہ و بالا زمانہ ہو اگر چرخ کہن بگڑا

سنواری گی اُسے کیا گردش گردون معاذ اللہ
مقدر جب کسی کا سیفی شیریں سخن بگڑا

ولہ

خدا جب تک چاہے کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا
کرے کوشش تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہیں سکتا
کروں کیوں التجا غیر دیکھے اگر تگدستی کی
اگر جاہل کا پردہ ہے تو اہل علم کی زمینیت
جڑائی اُسکی کر کے کیوں کروں میں اپنا دل لٹکا
پریشان مغلی سے آپ ہی وہ کیوں نہ ہو لیکن
بدلجائیں نہ جب تک آرزو دین میں حرام ہے
اُسی ظالم نے شاید راز میرا کر دیا افشا
خدا کا خوف سیفی جبکہ ہو وہ بچکے رہتا ہے

ولی سے ہو نہیں سکتا بنی ہو نہیں سکتا
مگر محبت ہی کرنا کاہلی سے ہو نہیں سکتا
بدلجائیں تقدیر کی کسی سے ہو نہیں سکتا
مگر نقصان کسی کا خاشی سے ہو نہیں سکتا
مرا نقصان جکی دشمنی سے ہو نہیں سکتا
فقیر و لکو جھڑک دینا جی سے ہو نہیں سکتا
کوئی ناراض اپنی زندگی سے ہو نہیں سکتا
پیتے کی بات کہنا اجنبی سے ہو نہیں سکتا
فریغ سے بچنا بھی سے ہو نہیں سکتا

کلیجہ قیس کا دل کو کہن کا چاہیے سیفی
کسی پر جان دینا ہر کسی سے ہو نہیں سکتا

ولہ

میرے غم و دل کی متانہ پوچھیئے	کہتا ہے یہ رہون نہ کسی سے دیا ہوا
دنیا کی لذتوں سے انہیں کام ہی نہیں	جن کو ہے اپنی موت کا کہہ کا لگا ہوا
ولہ	
سنتے ہیں ایسا ہی خسرو کا بھی شہر تھا	یہ بھی اک افسانہ ہو گا دجھی کا افسانہ تھا
کل مرے نزدیک عیشِ نیوی سو کیا نہ تھا	لیکن اے سیفی وہ کوئی خواب یا افسانہ تھا
چلنے والے بھی غربت میں جدا ہو جائینگے	راکو جب تک کہ روشن شمع تھی پروانہ تھا
دیکھئے کیا کیا کرشمے قدرتِ خالق کے ہیں	آج وان آبادیان ہیں کل جہانِ یرانہ تھا
ولہ	
ہر گھم بٹھکے غرت نہ گنواؤ ایسی	کہ بھروسہ نہیں کرتا کوئی ہر جانی کا
دولہ لاکھون ہی تناؤں کا رہتا ہے ہجوم سیفی عالم ہی الگ ہے میری تنہائی کا	
ولہ	
پہل اپنے مقدر کو کیوں نہ روئیے	اگر دعویٰ سے کام لیا جا رہا ہے جیل کا
ولہ	
سیا سے پانی اگر نہیں پیتے	اس میں دریا کا کچھ نہیں جاتا
ولہ	
پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی اپنے زمانہ کو	شاہو کی خاک اڑھکے برقعِ غبار کا
آجائے ہو سکھانے میں ہر ایک شخص کے	کیا اعتبار آپ کے قول و قرار کا!
ولہ	

انہ ہو پہلو میں حبیب دل زندگی کیا	ارے ہم کیا ہماری دل لگی کیا
خیال آبرو سے نشہ میں بھی	ارے ہم کیا ہماری بیخودی کیا
مرد کچھ کر نہیں سکتے کسی کی	ارے ہم کیا ہماری دوستی کیا
کیا کرتے ہیں سجدے بیدلی سے	ارے ہم کیا ہماری بندگی کیا
تردد میں گزرتا ہے ہر اک دن	ارے ہم کیا ہماری زندگی کیا
سمجھتے ہیں عدو بھی دوست ہر کو	ارے ہم کیا ہماری دشمنی کیا
نصیحت بھی ہے دل آزار سی سی	
ارے ہم کیا ہماری شاعری کیا	
ولہ	
عبت تم آزماتے ہوا سی سی آرمودہ کو	جو جاہل ہو گیا ثابت وہ عاقل ہو نہیں سکتا
ولہ	
تہمت ہو کوئی لے تو عبت ہے رونا	پیل پیل ہے اور سونا سونا
ولہ	
مصرف یاد حق نہ کبھی حیف ہم ہو	قد خود بخود رکوع میں آخر چلا گیا
ولہ	
ناصحوں کی نصیحتوں پہ چلو	وہ جو عامل نہیں تو تم کو کیا
ولہ	
درا تو اپنی تمنا سے پوچھیے سی سی	ہر ایک شوق کا آخر نتیجہ کیا ہوگا
ولہ	

	ولہ	ہم گنہگاروں کے سیفی خواب کیا	جو بیدار دل میں وہی آیا نظر
	ولہ	پھر اس میں دوستی کیا دشمنی کیا کسی سے شکوہ بد دوستی کیا سدرتی ہے کبھی فطرتی کیا بڑھیلی پھر کسی سے دوستی کیا عداوت کر سیکھا اجنبی کیا بری ہوتی ہے واقعہ فزری کیا	سنو دو چار دن کی زندگی کیا رہے جب آپ ہی پابند غفلت کر دیکھی تو لکڑی ٹوٹ جائے جب اظہار محبت کو نہ ہو زور یگانہ ہی ہوا کرتے ہیں دشمن نہیں بھرتے نگاہوں میں کسی کی
	ولہ	بے جسطح لکھے جاؤ سیفی	کسی کی نامزد ہے شاعری کیا
	ولہ	ان کا مرجا ہا ہی انکے واسطے اچھا ہوا	اور بھی جیتے تو یہ حق ہی بھرتے غیر کے
	ولہ	کون ہے سیفی مگر اس کو سمجھنے والا	گویہ دہن ہے کہ مرے اگے چھپی میر کلام
	ولہ	ٹوٹا اسید کا ہوا آسمان کا ٹوٹنا	ٹوٹا امیدواروں کی امیدیں
	ولہ	جب تمہاری لذتیں آخر ہوئیں بن چکا	دوسرے کی آرزوئیں دوسرے کے ساتھ ہیں

	دلہ	
کچھ تو اس درد بھرے دلی دعا لیتا جا گر تجھے عقل ہے کچھ نام سنا لیتا جا		اسے مری آہ سے روٹھے ہوئے جانوالے کوئی کیا لیکے گیا مال در زود دولت سے
	دلہ	
ڈوبتے کو سہارا تنکے کا		ہے نویدِ شفا بوقتِ اخیر
	دلہ	
خدا د اہلِ خدا سے اُنہیں تعلیم کیا		فقیری جنکے لیے ہے ذریعہ روزی
	دلہ	
کسی کی زندگی کا کچھ بھروسہ ہو نہیں سکتا بڑا ہونے کی حقیقت وہ تو اچھا ہو نہیں سکتا گر تیغِ زبان کا زخم اچھ ہو نہیں سکتا قیامت تک بھی میرے دلویا ہو نہیں سکتا وہ میرے ہو نہیں سکتی میں اپنا ہو نہیں سکتا		کھڑی بھر پیر دنیا میں جو تو اپنیں ہیں وہ بدی اپنے حد کی کر کے کیوں نام کہلا سیں دواؤں سے سدھ جاتا ہے زخمِ تیغِ فولاد کا نذیلوں کی کروں میں التجا دولت کی ملنے کو رقیبوں کا گر جب تک ہر گناہم یاد ان میں
	کسی کی ہوفانی کی شکایت کیوں کریں سلفی جب اپنے غیر میں تو غیر اپ ہو نہیں سکتا	
	ردِ لیت بائے موحده	
سیفی اُسکا پھوٹ جانا ہی ہے خوب		آنکھ جو دیکھے نہ سچی بات کو
	دلہ	

بھی تو اپنی گردش سے عزیز و دہ بدلتا مہاجانے بسایا بارغ کیون پیر تہنی محبت سے نرا ہوا آپ ہی ظاہرین گرمیر واران کو	اگر کچھ اور ہوتا چرخ کج رفت کا مطلب مٹانا ہی اگر تھا با نئی گلزار کا مطلب میجا تو سمجھتے ہیں دل بیمار کا مطلب
جو واقف ہی نہیں ہیں انقلاباتِ زمانہ سے وہ کیا سمجھیں گے سیفی میرے اشعار کا مطلب	
ولہ	
آہِ مظلومانِ خدا کے باشنداز تا شیر با	دامن گل میکند پارہ بکاسے غنایب
ولہ	
ہر جگہ عزتِ ادب والے کی ہے	کیا کہوں میں کیسی دولت ہے ادب
ولہ	
کس طرح اتنے گناہوں پر بہینِ جنت ملے	ایک گندم نے نکالا حضرت آدم کو جب
ردیف تائے فوقانی	
جب تک لوگ نہ پروانہ عشقی احمدؔ	دو سوتل بہین سکتی تہین ہرگز جنت
ولہ	
محبت کے وہ کب قابل ہیں سیفی	جو کر تے ہیں امانت میں خیانت
ردیف ثنائے مثلثہ	
دوستی بیخ و عداوت سے بد لجا یگی	حتی الامکان نہ کرنا کسی نادان سے بحث

عقل مند ذکی نگاہوں سے گریگے و دونوں حتی الامکان نہ کرنا کسی نادان سے بحث

روایف حیم معجمہ

بخت بیدار نہیں حسن کا ایدل محتاج
جن کو دعویٰ تھا خدائی کا وہ ہیں زیر زمین
کہیں تدبیر سے تقدیر جھلی ہوتی ہے
گوشہ گیر دن کے قدم چونسٹا تو ہیں سبھی
یا الہی شبِ فرقت میں نکل آئے ہلال
قوت دانا ہی اہی دولت نادان لیکن
اپنی تدبیر پر کرتے ہیں بھروسا اکثر
نہنہ دیکھے ہیں بہت حور شمائل محتاج
اب بھی کیا پند کا ہوا ہے حل غافل محتاج
دیکھے عیش میں جاہل ہے تو عاقل محتاج
کیونکہ خشکی و تری کا نہیں حل محتاج
ناخن جن کا ہے عفت وہ شکل محتاج
جائے غیرت ہو کہ جاہل کے ہوں عاقل محتاج
اس لئے رہتے ہیں نادان کے عاقل محتاج

آدمی علم کا محتاج ہے ایسا سمجھی
جیسے ہے راستی کا دعویٰ باطل محتاج

ولہ

امید ہی امید پر ہر شخص سے زندہ دنیا میں کسی کو بھی نہیں کل کی برآج

روایف طے حطی

کیون اعتبار کیجئے ہر ایک شخص کا
گر جائیگا نگاہ سے اپنے پر اسے کی
ہے ناگوار بھی تو خوشی سے گزار دو
دشمن بھی پیش آتے ہیں جب یا کی طرح
جاہر جگہ نہ مرد دم بے کار کی طرح
لیکن رہو نہ بزم میں بس نہار کی طرح

سیفی اہنین کے واسطے زیبا ہے میکشی
ستی میں بھی جو رہتے ہیں ہشتیار کی طرح

ولہ

نت نئے عشق محمد میں فرے پائی ہو روح
جب نہ ہو ظلمات طے ملتا ہو کجا بجیات
یاد درخ میں کہا کہ چکر جو بنجاتی ہو روح
کیون فراق کیو نہ احمد میں گھبراتی ہو روح
جس نے طیبہ کو نہ دیکھا اُس نے دیکھا کچھ نہیں
اِس سے کیا حاصل جو دنیا چھا لگاتی ہو روح

ولہ

بد نصیبی ساتھ لیکر ہم کہیں جائیں تو کیا
بیٹھک سکتے ہیں مرغِ شہ بہ برا کی طرح

رولینہ خا

دوسری محفل سے اُس کو کیا غرض
محفل معنی میں ہے جس کو رسوخ

رولینہ وال مہلہ

سبھی ڈوبے ہوئے تھے عشقِ حق میں
ہر اک مخلوق کے حامی بنے ہیں
بہت اچھا تھا دورانِ محمد
یہی کیا کم ہے احسانِ محمد

بتجھے کیا غم ہے سیفی کل کے دن کا
بہشتی ہے شہنا خواں محمد

ولہ

بلبل بھی تو اُس پھول کا شیدائین ہوتا
جس پھول سے آتی نہیں خوشبو ہے محمد

ولہ

ظالمون سے سدھرتے ہیں ظالم	نرم ہوتا ہے آگ سے فولاد
---------------------------	-------------------------

ولہ

مکدر طبع صوفی صفا پرور نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
خیال عیش و عشرت در سر بے ز نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
بیاد و الہوس زلفِ پری پیکر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز شرم و سب اعدا سببِ مضطرب نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
برائے عیش مہمانِ حیا پرور نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز پاسے دزد خالی حنائے بے در نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
دُر اندر زبا در گوش بد گوهر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز صیقلِ سچو ابرو سے تمانِ خنجر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز رترک بجائے پیشِ بد گوهر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
بر آسے رہر و نادان بے بہر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

بغیر فکرِ سیفی سخن پرور نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

ردیفِ ذال معجم

کیون کو ششون میں لطف کسی کو کج	ہو تا نہیں ہے ذکرِ شکر سے دہن لذیذ
--------------------------------	------------------------------------

ردیفِ ذال ہندی

بس امتحان کے وقت ہی آنکھیں چرا گیا کیا جانے کس کو چاہے گی رحمتِ رحیم کی کیا اس فلک کا حال نہیں جانتا کوئی غیر و نکلے زور پر نہیں کرتے ہیں ناز و	ناہق رہا مجھے دل مکار پر گھمنڈ زاہد عبت ہے نوبتے کردار پر گھمنڈ کس کو ہے اپنے طالع بیدار پر گھمنڈ جنگو ہے اپنی غیرت باکار پر گھمنڈ
--	---

روایتِ رائے مہملہ

پس مردن یہی اعمال ڈھین گئے ہکو اور غفلت پہ یہ آفت ہے کہ مکر و دھڑے ایسے جینے سے تو مرنا ہی کہیں بہتر ہے کم نہیں رشتہ زنا سے اپنی رگ جان	کوئی بچھو کوئی اثر و کوئی ناگن بنکر یعنی آیا ہے بڑا پاپا بھی لڑکپن بنکر اپنے بیگانے پر رہتے ہیں اجیرن بنکر ہم تو مسجد میں بھی پھرتے ہیں زمین بنکر
--	--

جن سے امید عنایت کی بہت تھی سیفی
وہی اب آنکھ چرانے لگے دشمن بنکر

ولہ

اُتر ایسے نہ اپنے ٹول پہ اس قدر بے عیب اپنے آپ کو پہلے بنائیے ہوتا نہیں خفیف وہ اپنا جس میں ہر وقت اک نہ ایک سے فتنہ کھڑا ہوا	کچھ کیجئے خیال خزان و بہار پر پھر طعن کیجیگا کسی عیب دار پر جبکی نگاہ رہتی ہے انجبا مکار پر پڑ جاے خاک گرد و شیل لیل نہار پر
--	---

ولہ

جو شخص ہے فقیر پرانی کلیہ کا	تم خارجی بنو نہ کبھی اُس کو چھیڑ کر
------------------------------	-------------------------------------

<p>گردشِ چرخِ مستمِ پیشہ کا شکوہ کس پر کیجئے ہاں زمانہ بین بہرِ وسا کس پر ایک اندازِ پرہتا ہے زمانہ کا کس پر اب کیا جاوے زمانہ بین بھرِ وسا کس پر</p>	<p>خطِ تقدیر شکستہ ہو تو دعویٰ کس پر اپنے بیگانے ہوئے دوستِ نیرین کس پر آج ہے محفلِ شادی تو صفتِ ماتم کل مستی بھی نظر آتے ہیں غرض کے بند</p>
<p>دلہ</p> <p>میں ہی ہمیشہ تم نہ رہو گے وطن سے دور</p>	<p>دلہ</p> <p>راضی رہنا ہے حتیٰ پیرِ اکِ حالِ بین رہو</p>
<p>دلہ</p> <p>یاد آتا ہے وطن سر سبز گلشنِ دیکھ کر</p>	<p>دلہ</p> <p>سیر کر نکلو کہاں سے لاؤں پتھر کا جگر</p>
<p>دلہ</p> <p>وہی دشمن نظر آتے ہیں جو تھوہرانِ محبیر حقاکب تک ہو گے اس طرح سوہرانِ محبیر</p>	<p>دلہ</p> <p>ستم کیا کر رہی ہے دولتِ افیتانِ محبیر ہنہیں ہے زندگی کا کچھ بھروسہ جاذبِ دل</p>
<p>دلہ</p> <p>جب پھوٹی ہوئی ہو تیری تقدیر کی تقدیر بے فیض ہے جب خامہ تیر کی تقدیر ہے کتنی بُری صاحبِ کسیر کی تقدیر پوشیدہ ہے بانی سے بھی تعمیر کی تقدیر کیون پھوٹی تھوئی سمجھین تو قیر کی تقدیر</p>	<p>دلہ</p> <p>کیا شاد کرے گی تجھے تدبیر کی تقدیر کیا نکلین گے اظہارِ لیاقت کے نتیجے گدڑی کے سوا کچھ بھی میسر نہ ہین ہوتا معلوم نہین ہوگی یہاں کون سی محفل جب ہم دمِ نادان سے اور دشمنِ دانا</p>
<p>قسمت ہی جو بالکل ہو تو کیا سیدھی کو سوچے</p>	<p>تقدیر کی تدبیر ہے تدبیر کی تقدیر</p>

ولہ

آسمان گریختہ سے رکھتا نہیں بندۂ قلم	چانداری کی طرح ہم بھی تو ہیں سینہ سپر
-------------------------------------	---------------------------------------

ولہ

دیکھتے دیکھتے یاروں نے یہ رتبہ پائے	سیدھی کچھ بھی نہ کیا تم نے جہان میں آکر
-------------------------------------	---

ولہ

اپنی صحت کا تو کچھ شکر کرو گے سیدھی	نہیں کرتے نہ کرو اور کسی بات کا شکر
-------------------------------------	-------------------------------------

ولہ

روک سکتا ہے کوئی تم کو سخاوت کیلئے	دیجئے خیرات لیکن سحتی کو دیکھ کر
------------------------------------	----------------------------------

رویف ذرا سے معجمہ

جس بندہ خدا کی ہوئی آشنا نماز ہے مرکزِ جمیت و صدق و صفا نماز کچھ اس میں شک نہیں ادب آموز ہر پہی و دونوں جہان کی تمھیں ملجا ہیں نعمتیں کیا منحصر ہے پاکی و تہذیب و حلم پر اسلام ہی سے انکو تعلق نہیں کوئی چھوٹے بڑے فقیر و امیر ایک ہیں مان نگی میں اور بلا میں نہ چھوڑو کبھی اسے جو وقت کی نماز ہی پڑھتے نہیں کبھی	دورخ میں اسکو جانے بھی تیری ہو لیا نماز اور مرجع تو اضع و سلم و حیا نماز سکھلاتی ہے سخا و وفا و صفا نماز خوف خدا کے ساتھ کرو گر ادا نماز راہ سلوک و شرع کی ہے رہنما نماز جن کے مزاج کو نہیں بھاتی ذرا نماز پڑھتے ہیں ایک صف ہی میں شاگرد نماز دنیا و دین کے درو کی ہے کیا دوا نماز وہ کس طرح خوشی سے پڑھینگے قضا نماز
--	---

<p>جانے نہ دوا سے یہی مفتاحِ خلد ہے کیا چیزِ خلد و حور کہ لمباے گا خدا وہ کیا ہیں جس سے انکو مسلمان ہم کہیں عصمتِ نابِ صوم ہے الفتِ ناجِج پوشیدگی طاعتِ حق بھی نہیں ضرور</p>	<p>کیا مفت بل رہی ہر تھمیں بے بہا نماز ہو جاے گریفب تھمیں بے ریا نماز پڑھتے نہیں ہیں بھول کو جو بھیجا نماز ستمس الضحیٰ زکوٰۃ ہے بدالد بے نماز خوفِ خدا کے ساتھ چھو جا بجا نماز</p>
<p>کیونکر کوئی خطا وہ کرین گے ارادتا جو دل لگا کے کرتے ہیں سیفی ادا نماز</p>	
<p>رویف سین مہملہ</p>	
<p>لطفِ توجبت کہ نگین ہو عجزِ کو پاس</p>	<p>اور دلدادہ ناستا دہو دلدار کو پاس</p>
<p>رویف شین مجھے</p>	
<p>ظالمون کی دل لگی ہوتی تیر سیفی ظلم سے</p>	<p>بد ہوائی کے زمانے سے ہی ہیں غفلِ خمش</p>
<p>نہ اہل کیوں نہ پسند سے سیفی ملول ہوں</p>	<p>بیمار بھی تو کر ڈوی دوا سے نہیں مہجش</p>
<p>کیا پوچھتے ہو اہلِ دکن اب میری حسرت</p>	<p>ہوتی بھی ہو کچھ مرغِ گرفتار کی خواہش</p>
<p>کیون عاشقِ ابرو سے محمد نہ ہو سیفی ہوتی ہے بہادر ہی کو تلوار کی خواہش</p>	

رویف ضاد مجملہ

کرنا نہیں کسی سے مروت گدا و حرص	نا آشنا جہاں سے ہے آشناے حرص
ہو جائے پادشہ بھی اگر بیاد سے حرص	رہنے نہ دگلی چین اسکو بلائے حرص
شاہی کے بدلے اسکو فقیر ہی نصیب ہے	پڑ جائے جسکے فرق نظر ملائے حرص
یہ وہ مرض ہے سب سے بڑا وہی نہیں کہیں	پوچھو نہ حالت مرض لا دو اسے حرص
ھر کر بھی چین سے نہیں سوتا مزار میں	وہ مضطرب ہے کشتہ تیغ ان کے حرص
عزت سے دیکھتا نہیں کوئی حرص کو	یار کسی کے سر پہ نہ ٹوٹی بالے حرص
دیگی نہ نفع تم کو تمہارا ہی تو نگری	جب تک رہیگی سر پہ تمہارا ردائے حرص

یہ بھی حرص سے تم مشورہ نہ لو
بے لوث بات کرتے نہیں بتلاؤ حرص

رویف ضاد معجم

منا جو چاہے اسکو مسحا سو کیا غرض	آجیات اور مدا سے کیا غرض
عزت جو اپنے دل کی کرتے ہیں نہیں	مسجد سے کیا علاقہ کلیسا سو کیا غرض
بچے سے جب آپ کو کوئی مطلب نہیں حضور	پھر محیر غیب کے دل شیدا سو کیا غرض
اب دل لگا سئے بیٹھے ہیں اک دنیا سے	ادنی سے کیا غرض میں اعلیٰ سو کیا غرض
مید خلو سے اٹھیں ارمان چاہیے	حسرت نصیب لگو تمنا سو کیا غرض

نزدیک اسکے پہلی ہی دولت نہیں رہی
ان اب کیسکو معنی رسوا سے کیا غرض

ولہ

آگ کے ہمراہ جب شعلے بھی ہوتے ہیں فنا
معترض کے ساتھ تنجائیں گے بجا اعتراض

ردیف طائے مہملہ

اپنے کاموں کی اگر کچھ بہتری منظور ہے
بھول کر یہی نہ کرنا تو کروں سوا تسلط

ردیف طائے مجملہ

کیا خاک ان کی چیز سے کوئی ہو سفید
سیفی جنہیں سمجھ نہ کسی کا سہ کچھ لحاظ

ردیف عین مہملہ

سفلہ کو تو پر شافع محشر سے کیا نفع
جب آستان پاک محمد سے دور ہوں
ہاں مطمئن کے حق میں زمین بھی ہر فرش گل
جب امت نبی کے لیے ہی نہیں مفید
تو کر جہاں ہو ذکر خدا کے عوض اگر
پانی وہیں ہو جمع جہاں کچھ نشیب ہو
ابو جہل رشتہ دار پیہر تو تھا مگر
حکیم نبی سے عشق نہیں ادب نبی سے ہے
سمعی نبی کے وصف میں چھی غل کہو
رشتے کو ہنشین گوہر سے کیا نفع
پھر مجھ کو میرے ناصیہ دوسر سے کیا نفع
دشت زدہ کو نرمی بہتر سے کیا نفع
اے آسمان تجھے ترمی چکر سے کیا نفع
ایسی ناز کفر مقتدر سے کیا نفع
بد باطنوں کو مرشد و رہبر سے کیا نفع
اندھے کو جلوہ نمائندہ سے کیا نفع
پیاسے نہ ہوں تو چشمہ کو نر سے کیا نفع
ناقص دلیف قافیہ تر سے کیا نفع

رولیف غلین معجمہ

جو پارہ ہو چکے ہیں بنی کے فراق میں
کوئین میں وہی تو گریبان میں باغ باغ

رولیف فا

جان و دل سے جو ہیں حضرت کی طرف
ان گناہوں پر ہے عشق مصطفیٰ
دیکھتے ہیں کب وہ جنت کی طرف
دیکھتا ہوں اپنی جرأت کی طرف

شہ نہ کام عشق ہے سیفی غریب
کیون نہ دور سے ہجر جنت کی طرف

رولیف قاف

عشق احمد سے ہو قلب روال کی رونق
اے دل یار نہ وہ عشق نبی حاصل کر
سچ ہے ابھرتی سبکین سو ہے مکان کی رونق
اس سے ہو جاگی بس دونو جہان کی رونق

رولیف کاف عربی

انقلابات زمانہ سے پریشان کیوں ہو
کس طرح چین سے انسان کی گزند و آس
بچ یہ ختم نہ ہو گئے کبھی دم ہونے تک
کھانے پینے کی ہو فکر شکم ہونے تک
کام چلتا تھا زمانہ کا بھرم ہونے تک
کھل گئی مفلسی و بیکسی اپنی سیفی

زندگی ہوتی ہے افلاس میں دو بھر سیفی
ساری دنیا کے تماشوں میں درم ہوتے تک

دلہ

یہ بچے ہوئے تھے جنگل مکان آسمان تک
وسعت ہمارے دیدہ دل کی نہ پوچھیے
روئے ہی سے اگر اسے آنا ہے دم کچھ
لاکھوں نفوس جسکے کرم کے ہیں منتظر
دولت کی کیا تلاش ہے بہت کو ٹھیک کر
یہ تیر کیا کرے گا جو قسمت میں ہو بگاڑ

باقی نہیں ہے انکا زمین پر نشان تک
اس میں سماے جاتی ہیں دونوں جہاں تک
ڈوب گیا سیل شک میں آسمان تک
کیا پہنچتی ہے میری فغان کو کان تک
وہ شے ملیگی جہاں نہیں ہو گمان تک
مانا کہ کھینچ بھی لیا چلہ کو کان تک

سید فیروز نے کیا کیا ستم کیے
مجھ سے جدا ہوا مرا نام و نشان تک

ردیف کاف فارسی

بیٹے کو باپ سے ہر تو بٹی کو مان سر جنگ
سمجھائے اُسکو کون بدی کی برائیاں
مانا کہ زر کے ساتھ ہے انسان کی آبرو
موزوں ہے خاک یوں کے لٹو و تر خاک کا
کچھ بھی جو جانتے ہیں زمانہ کا انقلاب
کہنا ہے صاف صاف تو رشوت نہ کو بھی
کیوں ظالموں کا دل نہ لگیا جہان میں
دل کو نہ مبتلا سے ہوا دہو س کر د

کہیے قیامِ حشر کے کیا یہ نہیں ہیں ڈھنگ
نیکی کے نام ہی سے ہے جیل و جی کو رنگ
زر و زن - زمین پہ ہوتی ہے لیکن سوئے جنگ
ہاں سر بلند جو ہیں اٹھیں جاہلوں پلنگ
وہ کار خیر میں کبھی کرتے نہیں درنگ
وہ تیغ کیا کرے گی جسے کھا چکا ہو رنگ
دریا میں کوئی خوش نہیں رہتا اگر نہ رنگ
کس کام کا وہ آئینہ جسکو لگا ہو رنگ

<p>ہوتے نہیں ہیں زینت بدن جہاں تہنگ کب وقت پر پہنچتے ہیں منزل کو تہنگ جب دور ہی نہ ہو سے تو کیوں لڑتے تہنگ جب تک کہ تنگ ٹھوڑ کا پی نہ ہو تہنگ</p>	<p>ہرگز لگا وٹون پس دو کی نہ آئے کر جاؤ کوئی کام نہ جھوٹون کے عہد پر وابستگی جسم سے تار نفس کے ساتھ کہنکار ہینگا کرنے کا ہر دم سوار کو</p>
<p>واقف جو سر و گرد زمانہ سے کچھ بھی ہیں وہ اختیار کرتے ہیں سیف کا رنگ</p>	
<p>روایت لام</p>	
<p>الہی کس مصیبت میں پھنسا دل مجھی کو جب ستا تا ہے ہر ادل ملا اک بیوٹا کو بیوٹا دل</p>	<p>بڑی قسمت ہے اور حسرت بھر ادل کسی کا ہو کے یہ کیونکر رہے گا کنہ بچتس باہم جنس پر دواڑ</p>
<p>پریشانی مری پوچھو نہ سیف بڑی قسمت ہے اور حسرت بھر ادل</p>	
<p>سرخو کیوں نہون نیکو کی عنایت بڑے پر تو مہر سے ہے لال بہو کا بادل</p>	
<p>ان کے حق میں آتش دوج بھی موباع خلیل جو خدا کی یاد میں سوجان سوہن منہک</p>	
<p>غیروں کی کمائی سے گرج ہو تو کیا حاصل ہم جو ہر ذاتی کے اس سیفی شاخو انہیں</p>	

ولہ

کامیاب اپنے ارادے میں تو کیسے ہوگا
خدا کچھ عقل اور بہت اہنہیں دے

ترے امید کامر جمع ہے جہاں ان بھیل
جو بیماری کو کہتے ہیں تو کھل

ولہ

ایسی ہی رنج و فکر کی آمد اگر رہی
جنت کی بھی خدا کی بھی دنیا کی بھی ہوا چاہ

ہو جائیگا کسی نہ کسی کا شکار دل
دینے تھے مجھ کو باجند تین چار دل

شہر مندگی بھی آتش و وزخ سے کم نہیں
راحت کا سہ گزر کبھی آفت کا سہ گزر

کیون شرمسار ہو کوئی نا کردہ کار دل
اعراف ہے کہ سہ مرا امیدوار دل

لکھنے نہ پاسے یار میں خار دل حزمین
کیون پھینکتے ہو سیدنی سر پر گلزار دل

روایف میم

جب اپنے کیئے کی سزا پائینگے ہم
گنہ پر گنہ اب تو کرتے ہیں کیمن

اُسی وقت کچھ ہوش میں آئینگے ہم
بہت حشر کے روز پچتائینگے ہم

ولہ

صاف دل وہ ہیں کہ ہیں آئینہ ہم
اس میں پہنان ہیں بہت ستر خفی

کچھ نہیں رکھتے کسی سے کینہ ہم
کیون نہ سمجھیں شاعری کو سینہ ہم

منزلت اپنی جہاں کچھ بھی نہ ہو
رحم ہی جیب ہو گیا غنا صفت

جائینگے ایسی جگہ پر ہی نہ ہم
کس کو پھر دکھلائیں زخم سینہ ہم

<p>انچہ مردم میکند یوزینہ ہم دیکھتے ہی رہتے آئینہ ہم</p>	<p>کیون نہ سوچھے جاہلون کو شاعری جیتنے واؤن نے بازی حیت لی</p>
<p>کیون اٹھاتے اس طرح شہر مدگی غیر کی سنتے اگر سیغنی نہ ہم</p>	<p>ولہ</p>
<p>سہو اخدا کے لگاؤ نہ دل کسی سے تم نہ رہنے پاؤ گے در نہ کبھی خوشی سو تم</p>	<p>ولہ</p>
<p>اب بتلاہن سخت پشیمانوں میں ہم جب سے الجھ گئے ہیں پریشانوں میں ہم</p>	<p>عمر عزیز کہو چکے نادانیوں میں ہم ہو لے سے بھی مزاج سلجھتا نہیں کبھی</p>
<p>نیز نگیان جہان کی سیغنی نہ پوچھیے شہد رتھے کل وہ آج ہیں حیرانیوں میں ہم</p>	<p>ولہ</p>
<p>کھا کے رشوت داد دیتی کیا خاک رانی دیکھیں بات کر سکتے نہیں مہین نوا رکھ کہ ہم</p>	<p>ولہ</p>
<h2 style="text-align: center;">رویف نون</h2>	
<p>ماجر اے درد و غم ہرگز وہاں ہوتا نہیں شاید مقصود کا جلوہ کہاں ہوتا نہیں</p>	<p>جس جگہ یہ کینہ پرور آسمان ہوتا نہیں طور پر موقوف کیا ہے قابلیت چاہیے</p>
<p>خلد کی صورت جو پامال خزان ہوتا نہیں</p>	<p>آشیان اُس باغ میں چل کر بنا اسو علیپ</p>
<p style="text-align: center;">ولہ</p>	

<p>یہ کام نہ ہو گا عمر بھر میں ہوں یار وطن میں ہم سفر میں تھی نخواست و کبر جسکے سر میں</p>	<p>زربھی جاے سزا بھی جھگڑتین اوجھڑی کینہ تفرقہ ساز پامال ہے آج اُن کی تربت</p>
<p>پیری میں گرے ہیں دانت سیفی تارے تھے نہاں ہوئے سحر میں</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>بلجائیکا مجھے بھی وہیں آشیان کہیں یہ دل بھی کچھ سمجھے لے تیری شوخیان کہیں ہوتا ہے ناگوار بھی جو بیت ان کہیں ہوتا ہے ایسا راز بھی راز نہاں کہیں ہوتی ہیں ایک طرح کی سبکیاں کہیں پچھا کرے نہ اور مرا آسمان کہیں</p>	<p>یجائینگے نصیب کے چکر جہاں کہیں واقع ہیں ہم تو تیری جفاؤں کو امثالک کیون ناگوار طبع ہوں احباب کے ستم دل سے ٹھکرائے زبان کچھ راز دل کیون بیوفا سمجھتے ہو مجکو عدو سہمی راحت میں بھی خیال یہ آٹھوں پہر رہا</p>
<p>ولہ</p>	
<p>اگر برسوں بھی ہم نئی میں رہیں</p>	<p>کبھی کتے کی دم سید ہی نہ ہوگی</p>
<p>ولہ</p>	
<p>کہ وہ تھا ہے ہو ہے تیر کو صیاد چٹکی میں</p>	<p>نہ ہو دیوانہ گل پروکیر ادھر بھی بلبل نادان</p>
<p>زمانہ سے اگر تیر تو پھول سپر نہ لے سیفی بدلتا ہے ہزاروں رنگ یہ جلا د چٹکی میں</p>	
<p>ولہ</p>	

<p>جب یہ نہیں تو عیش کے سلمان بھی نہیں افسوس بیوفاؤں کو ایمان بھی نہیں ہمسایہاں پہ کوئی پریشان بھی نہیں</p>	<p>پیسے کے ساتھ ساری جہان کی خوشی بھی ہے کیا خاکہ انبیاء کینوں کے قول کا کہہ سکتے کچھ بخار ہی دل کے نکالتے</p>
<p>ایسی مسافرت کی پریشانیوں میں ملے اپنا رفیق سیفنی لسان بھی نہیں</p>	<p>اولہ</p>
<p>ایسا تو کوئی کام جہان میں ہم نہیں ہر شیا را ایسے کام میں رکھتے ہم نہیں</p>	<p>انسان کو تشویشیں مچی کرے اور کچھ نہ ہو جس کام کا نتیجہ حیرتِ غم کے کچھ نہ ہو</p>
<p>ہر ایک بات کے لیے سیفنی دعا کرو اُس کے خزانہ میں تو کوئی چیز کم نہیں</p>	<p>اولہ</p>
<p>سدا اُن کی گردن کو جسم دیکھتے ہیں وفا دار دنیا میں کم دیکھتے ہیں اسی دُہن میں دیرِ جسم دیکھتے ہیں</p>	<p>تری طاقِ ابرو کی ہے یاد جن کو کس امید پر دل لگائیں کسی سے ہمیں بس تری جستجو سے غرض ہے</p>
<p>کسی سے شکایت ہی کیا اس کی سیفنی محبت میں عاشقِ ستم دیکھتے ہیں</p>	<p>اولہ</p>
<p>جو گویا دنیا سے اُسکی واپسی ہو تو نہیں خود غرض کی بات ہی میں راستی ہوئی نہیں مغلسی سے بڑھے کوئی شے بری ہوئی نہیں</p>	<p>اس صحنے سے ہمیں کچھ آگہی ہوتی نہیں تجربہ اس بات کا ہم کو ہو مدت کے بعد اپنے بیگانے ہوئے ہو کر غضب کا انقلاب</p>

<p>راست ہے یہ کوئی عادتِ ظہری ہوتی نہیں یہ نے میں شیر کے ہرگز کچی ہوتی نہیں دلبری ہوتی ہے جنہیں دلہری ہوتی نہیں</p>	<p>تم ہو سکا روئی صحبت میں ہو کر ہو وفا جن میں تو تہ سے وہ کہتی ہیں تابع اور کے مصاحبت ہے کوئی یا بدستِ عشاق کی</p>
<p>کرتے تھے اہل سخن کی دلہری اہل سخن سہمی اب یہ بات بھی جانی رہی ہوتی نہیں</p>	
ولہ	
<p>دیکھو ایسی گفت گو اچھی نہیں سچ تو یہ ہے آرزو اچھی نہیں</p>	<p>دوست بسکو سنکے بنجائیں عدا خیر خواہوں کی سنا رہ گئی</p>
ولہ	
<p>جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا نہیں ہوں میں جب تو مرا نہیں ہے تو میرا نہیں میں مانا کہ لوگ کہتے ہیں اچھا نہیں ہوں میں</p>	<p>جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض اچھا نہیں میں بجی ہے دونوں ہاتھ سے تالی تم شعار اچھے جب آپ تھے تو برا کیوں کہا مجھے</p>
ولہ	
<p>شیشہ کس کام کا جب ہونہ پرشی شہر میں بند کرنا ہے مگر دیو پرشی شیشہ میں کب اترتا ہے کوئی مردِ جبرِ شیشہ میں</p>	<p>جلوہ یار ہو دل میں تو مرا ہے ورنہ دیکھتے کو تو ہے انسان بیت ہی بلیس فتنہ انگیز کرشموں سے ترے دخترِ رز</p>
ولہ	
<p>بے نیاز بے نشان کا کچھ پتا ملتا نہیں</p>	<p>جب تک اچھا اور کامل رہنا ملتا نہیں</p>
<p>بی وفا سے کیوں ہے اسے سہمی توقع وفا</p>	<p>بی وفا سے کیوں ہے اسے سہمی توقع وفا</p>

جانتے ہیں سب کہ غم کا پتلا مٹا نہیں

ولہ

اگر غرقاب بحرِ غم ہے عاشق کو کیا غم ہے
کہ خواہاں گمِ غوطہ زنی سے کام لیتے ہیں
جھین کچھ شرم ہے وہ کھینچی سوداگر میں
مری ساری سہ کاری کو یہ تمام لیتے ہیں

ترقی کی جو خواہش ہے تو منت کیجئے سیفی
جو اچھا کام کرتے ہیں وہی انعام لیتے ہیں

ولہ

دیکھ کر حالتِ ابنائے زمانہ سیفی
کبھی حیران کبھی خندان کبھی گریان ہوں

ولہ

مجال کیا کہ جو قابو میں آرزو نہ رہے
اگرچہ قید ہی عہدِ شباب ہم بھی ہیں
پتہ یہ آمد و رفتِ نفس سے ملتا ہے
کہ بحرِ زست میں مثلِ جباب ہم بھی ہیں

ہمد کی موت پہ کیونکر گرین خوشی سیفی
کہ اس سفر کے لیے پار کاب ہم بھی ہیں

ولہ

وہ دل کب خدا سے لگے ہوئے ہیں
جو حوروں پہ ایمان لائے ہوئے ہیں

ولہ

کے کیا کم قسمتی ہے لذتِ دلوں سے
زاہدوں میں ہوں میں کیسی بیوقوف ہوں

ولہ

<p>خزان جسے نہیں چھٹی ہو وہ بہار ہو نہیں جہاں میں سرسبز کے مانند خاکسار ہو نہیں کہیں خزان ہوں کہیں تو ہم بہار ہو نہیں</p>	<p>تنگہ میں اپنے پر سے کی باوقار ہوں میں بٹھائیں کیوں نہ مجھے اُنکے پر سے احباب عدد کے واسطے غم دست کیلئے ہوں خوشی</p>
<p>عدو کی بات کا کیا اعتبار ہے سیمعی!</p>	<p>یہ سب تو جانتے ہیں فخر روزگار ہوں میں</p>
ولہ	
<p>جاہلون کے عقیل ہیں مسنون!</p>	<p>کیا کرتے ہیں تیری قدرت کے</p>
ولہ	
<p>کنس کیسا نہیں ملتے ہیں تجر بھی خوار ہوں کبھی میں زاہد و نہیں ہوں کبھی ہوں باخوار ہوں</p>	<p>عبث آتا ہے اُسے نہاں یوانو کی ہر قدر طریق عشق میں کیساں ہو یا بندنی آزادی</p>
ولہ	
<p>ہنگامیک اگر ہم حروف کیں اُٹھیں</p>	<p>ہر ایک چیز سدھ جاتی ہے نہ ہار تو</p>
ولہ	
<p>ہاں کس پیچ میں آفت میں ملین ہو نہیں رات بھر کے لیے اس کہنہ سر میں ہو نہیں اپنے اعمال رزیلہ کی سزا میں ہو نہیں کیونکہ اب منزل تسلیم درخشا میں ہو نہیں صبح کا وقت ہے اور یادِ خدا میں ہو نہیں سبکی اب فکر ہے اور دستِ بخت میں ہو نہیں</p>	<p>رازدن کشمکش دلفِ دو تار میں ہوں میں صبح ہوئے ہی نکل چلنے کا سامان کیا ہاں کس منہ سے ہوسکتے ہیں بکری کا گلہ آسمان ٹوٹ پڑے بھی تو نہ ہوگا کچھ غم رات ساری تو تغافل ہی میں گزری لیکن بہت آسان تھا ایک ایک گنہ کا کرنا!</p>

بے تکلف دہی کرتا ہوں جو کچھ دل چاہے	فکر میری نہ کرو تم فقرا میں ہوں
بات جو بگئی دل میں وہ نکلتی کب ہے	سیدھی تم بھگوانہ چہیڑو جھیل میں ہوں
ولہ	
بھروسا ہو ترے وعدہ نہ ادا ظالم تو کیوں کر ہو	بدلتا ہے جب غصہ شیر اپار چپکی میں
ولہ	
سیدھی ہیں ستاتی ہیں جب فتنیں بہت	دل اپنا شعر گوئی سے بہلائے جاتے ہیں
ولہ	
کیا جانے کیا سلوک کرے جلوہ حبیب	موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہیں
ولہ	
پرستش ان بتوں کی کر کو کائی زندگی ساری	ارگ جان ہو مرے تن میں کہہ نہ پاپلو میں
تر پتے ہی گزر جاتی ہے ساری رات اکوٹھی	سزا کیا زندگی کا جب نہ ہو دلدار پہلو میں
ولہ	
مگر ہم قیامت کے دن بھی نہ جا گیں	کچھ نہیں ہی غفلت کے ماری ہوئے ہیں
نہ قسمت سے واقف نہ کل کی خبر ہے	یہ کیوں آپ بہت کو ماری ہوئے ہیں
تمہاروں کا شکوہ کرے کیسے سیدھی	ہمارے جو تھے وہ تمہاری ہوئے ہیں
ولہ	

چمن گھر بیٹھے ہوئے شام سو کرتے ہیں	ہم بھی کس شان ہو عقی کا سفر کرتے ہیں
شبِ آفت کی درازی کوئی اُن کو بچھے	کر دین لیتے ہی لیتے جو سحر کرتے ہیں
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہی لگا کیوں بنائیں	شیخِ رندوں سے اگر ڈیر ہی نظر کرتے ہیں
اپنے بیگلے نے نظر آتے ہیں اللہ! اللہ	ہم تردد میں جدھر رائے نظر کرتے ہیں
ولہ	
پندِ ناصح سے مرے دوست کیوں کیوں ہو	وہ محبت سے جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں
چھوڑ دیجئے گا خدا کیلئے ہر کام کو آپ	ہے برا اور اُسے لوگ بُرا کہتے ہیں
منقسی سے تو نہیں کوئی بُرائی بڑھ کر ٹھیک کہتے ہیں جو سچی کو بُرا کہتے ہیں	
ولہ	
دہم کردن نہ کر دی بیچ ! اکنون	چہ حاصل میشود ازلب گزیدن
چو ستمی گوش دل شنوا نباشد چہ حاصل پسد و اعطار اسٹیدن	
ولہ	
درین دنیا سے دون از بہرِ دوتان	سیدِ کارِ لیست کا رخسہ کر دَن
ولہ	
خردمندانِ کامل را نہ زیب	ہوا سے نفسِ تاشہ جامِ کر دَن
ولہ	
چہ نامِ زہد را بر باد داؤد	ز دولتی مکر کو تہ آستینان

	زبان بر تخلصِ خود کشاید ہر بین سیفی غرورِ خوشہ چندان	
	ولہ	
شریکِ غم ہیں یہ اور وہ شریکِ بخشش و رحمت ہیں	بس اتنا ہی قبول رہتا ہے سیفی دوستِ دشمن ہیں	
	ولہ	
بڑا ہونے والے عداوت بڑا ہو	پس عداوت کچھ آتشِ کارِ رہن ہیں	
	ولہ	
کسی کے ہاتھ کوئی رقصہ تک نہ بھجوا یا	امید اور کرمِ گسٹری کی کیا رکھیں	
حواس تک بھی جدا ہو رہے ہیں پیری میں	اب اور کس کی رفاقت کا آسرا رکھیں	
	امید زلیست کی جب کچھ نہیں ہوا سیفی	
	تو کام آج کا ہم کل یہ کیوں اٹھا رکھیں	
	ولہ	
کام بھولے سے بھی یوں نہیں کرتے عامل	جن کے انجامِ ٹھنیں رنجِ عالم دیتے ہیں	
	کیون کسی شوخ سے امید کرم ہے تنکو	
	ولہ	
مساکب میں ہوتے ہیں	کیسا اگر فقیر ہوتے ہیں	
	ولہ	
	نہیں تاؤ دیتے ہیں مچھون پہ سیفی	
	ولہ	

بیوقوفی اگر بڑی شے ہے | ہمسرا شرابی ہے عقل کا دشمن

ولہ

غور سے دیکھیں اگر دنیا نے ظالم کو چلین | مشک تیر و خار بن جائیگا ہر اک سو کو تن

ولہ

جو زاہد و عابد ہیں غیر و نکی کمائی پر | کب دوست خدا کے یہ مخلوق کو دشمن ہیں

ولہ

یاد کر کے کیوں سنا ہے مجھے وعدہ خلفا | ہونگی آفت میری سب بیاریوں پر چکیاں
عمر بھر بھی یاد ہم کرتے رہیں تو نفع کیا | جب آزمادی جا رہی ہیں چکیوں پر چکیاں

چھینک لو یاد و عن بادام یا بانی یو
اگر تختیں آتی ہیں سمنی چکیوں پر چکیاں

ولہ

آرزو سے فائدہ جب سعی کی ہمت ہو | طائر بے بال و پر بھی آرزو میں سمنی کہیں

ولہ

تم کو بے غیرت سمجھ لیگا کوئی | دیکھو بے موقع منہسی اچھی نہیں

ولہ

دشمن نے دیکھ کر مجھے نیچے نظر جو کی | مجھ کو مرے کمال کا پختہ ہو یقین

ولہ

جب تمنا ہی نہیں رز کی ہنیں + | کیوں کسی درواری کی پرہیز کریں

ولہ

خدا رکھے سلامت تج کو سیفی	کہ تجھ میں سیکڑوں ہی خوبیاں ہیں
ولہ	
ایک عرصہ ہوا مسجد میں بھا کر مجھ کو	سیفی فرمائیے کیا اب بھی لیماں ہوئیں
ولہ	
اُس سے کرتے ہو دوستی ہی کیوں؟	جس پہ کوڑی کا اعتبار نہیں
ولہ	
اُن کا جانا عہدہ اعلیٰ پہ کچھ مشکل نہیں	جنکی امیدیں ہزاروں کوششوں کا ساتھ نہیں
ولہ	
یہ صیتِ مشقت ہے مجھے دل سے قبول	لیکن احسان کسی کا مجھے مستور نہیں
ولہ	
اسید حق شناسی جاہلون سے؟	یہ باتیں علمِ دالون کے لئے ہیں
ولہ	
خونِ دل وجگر سے کبھی گرو ضو کریں	موسے کی طرح یار سے ہم گفتگو کریں
دیکھیں تجھے کہیں تو تری آرزو کریں	جب روشناس ہی نہیں کیا جستجو کریں
عزت کا جب خیال ہی رکھنا نہیں ہوں	کیون ایسے بیوقوف کی ہم آبرو کریں
گھٹنے کو پد رکھے بھی اگر دیکھ لیں کبھی	اتنا غرور و ناز نہ یہ ماحر و کریں
بڑے جانیں بڑھتے بڑھتے یہاں تک ہوں ملک	اپنی ہی کاش آپ اگر آبرو کریں
پر وانیں ہے جانی عزت کی ال کی	جو جاہل ہیں آج ہمارے عدو کریں
وامانِ تاز تار کا کیا کیجے بند و بست	ہو دھجیاں تو رشتہ جان سے رٹو کریں

دل پاک ہو یہ نامہ اعمال کچھ نہیں	دریائے اشک میں جو کبھی شہت و ذکرین
جب قدر دان علم ہی سہی کوئی نہیں	کیا خاک لکھنے پر سننے کی ہم آرزو کرین
ولہ	
یوں ہی ثابت رہیں گے ہاتھ اور پاؤں	مرتے تک اس کا اطمینان نہیں!
ولہ	
جب بُری چیز کو اچھا نہیں کرتی تقریظ	اچھی چیزیں کسی تعریف کی محتاج نہیں
ولہ	
موت کا خوف بدل جائی خوشی سے سیفی	خواہش خواب کو گر موت کی خواہش سمجھیں
ولہ	
قدر دان جس کام کا کوئی نہ ہو	آپ ایسے کام کرتے ہی ہیں کیوں؟
ولہ	
بیخود کے لیے نصیحت ہے	عقل والے تو عقل والے ہیں؟
ولہ	
کسنی احباب کی عنایت ہے	اپنے سایہ سے آپ ڈرتا ہوں
ولہ	
بانِ شرافت چاہیے سیفی مگر	اچ تو یہ ہے بے زری اچھی نہیں
ولہ	
آدمیت ہو تو پھر آدمی بھی آدمی	جسمینِ شیرینی ہو وہ راکھ ہے شکر خیزین

ولہ

کیونکہ ہی آفت سے حیران ہوگی طبع متقل | آبِ آئینہ ہوا سے موجزن ہوتا نہیں

ولہ

قدرِ پیسہ کی ہوا کرتی ہے غربت ہی میں | کہ عصا ماتھ میں آتا ہے نقاہت ہی میں
عسبِ پیار بچا تھے ہیں زہی و رعایت ہی میں | ابتری کام کی ہوتی ہے مردست ہی میں
کیونکہ بچوں سے اچھے ہو کر طوطوں سے | لطف ملتا ہے اگر تمکو عداوت ہی میں
ہوش سے کام کر درجِ سب سے مت پر غافل | چور سامان کو لیجا تے ہیں غفلت ہی میں

ولہ

میٹھی باتوں کے سوال ہی نہیں کوئی ہے | آج کل دوست بھی ایک میوہ مصنوعی ہیں

ولہ

خالی نہ رہیں آپ کے دل یادِ خدا سے | شیطان رہا کرتے ہیں ویران گھر وین

ولہ

عقل والو کو خدا علم سے عزت بخشنے | بیخود علم سے مغرور ہوئے جاتے ہیں

ولہ

کوششیں ہیں کامیابی کی دلیل | صرف ارمانوں سے کچھ ہوتا نہیں؟

ولہ

غیر تو غیر ہیں کیا اُن سے شکایت سیفی | دوستوں سے بھی تو انصاف کی امید نہیں

ولہ

یہ کسبِ علم نہیں زر کے واسطے تاہم | غنی اگر نہیں عالم تو بیوا بھی نہیں

	ولہ	
اپنی رفتار کو چھوڑو نہ کبھی از حمت میں	جو کڑی بھول کی پڑتا ہے ہر ن آنٹ میں	
	روایت واو	
بہت بیفائدہ ہوتی ہیں باتیں پیچھے چھوڑ کی	فرامتا ہے جب جب کا گلہ ہوا سکومتہ پر تیر	
	ولہ	
اک نہ اک روز کسی بزمِ عدو میں سیفی	سخت شرمندہ کر گیا تمہیں ٹھٹھا دیکھو	
	ولہ	
سر بلندی کا ہے اگر ارمان	خاک رسی غبار سے سیکھو!	
	ولہ	
چاہتے ہو اگر امیری کو	ترک کر دو فضول خرچی کو	
تمکنت کی اگر ہے کچھ خواہش	چھوڑ دیجے فضول گوئی کو	
سخت کے ساتھ سخت ہو جاؤ	دانت ہی توڑتے ہیں ہڈی کو	
	ولہ	
جنگِ ارمان دو عالم میں بنائیں رسوا	کیا کرے کوئی کہو ایسی پریشان دل کو	
حسن کو اپنے چھپا رکھتے ہیں چھپو والے	پر کوئی روک نہیں سکتا دلِ مائل کو	
	ولہ	
کیجئے شکر کہ سجھائے تمہیں اس سوسنی	کیون جھڑکتے ہو بحالتِ سو کسی سائل کو	
	ولہ	
دیکھو نغز اٹھا کے جدھر تیرا نور ہو	اتنا تو کم سے کم مرے ساتھی سرور ہو	

مگر آنکھ اور دل نہیں کہتے اسے کبھی	جس آنکھ اور دل میں نہ تیرا ظہور ہو
س شاخ پر ہیں پھل اسے جھٹکا ضرور ہے	وہ عقلمند ہی نہیں جسکو غرور ہو
آج بھی وہ بادہ نوشی سرا سر فصول ہے	ہوش و حواس و عقل میں جس سے قور ہو
دلہ	دلہ
خیر بھارتی دہلیز پر مہر جانے کو	کیسے دانائی یہ سوچی تری دیوانے کو
از تو اپنے ہی لوگوں پہ ہوا کرتے ہیں	کون تکلیف دیا کرتے ہیں بیگانے کو
یوں وسیلہ کی ضرورت ہو تری پتھار میں	کیا سکھاتا ہے محبت کوئی پردائے کو
بن تہجرت میں بھی جائیکا کبھی نام نہ لون	جب تلمک اکین نہ حورین مریم لہجائے کو
اسکے وعدوں سے ہو کیا خاک تسلی سیفنی	دیر لگتی ہی نہیں جسکے مکر جانے کو
دلہ	دلہ
یکھو کہ یو خانی کا کس پر اثر ہوا	پورا نہ کر کے عہد پشیمان نہیں تو ہو
دلہ	دلہ
درو کے سامنے میں بات بھی کر ڈھجکتا ہوں	فقط اتنا مجھے ڈر ہے کہ میں پرکا ہو تر ہو
دلہ	دلہ
نئی عشق تہی مجھسا گنہگار نہیں	اسکے شرم کے آتے ہیں سینے مجھ کو!
لکھیں رُوز رو کیا کرتی ہیں کم دکلی ٹھوس	بحر غم میں میں معاویہ یہ سفینے مجھ کو!
اس سے بڑھ کر بھی کوئی عز و شرف ہی سیفنی	

	مدح خوان اپنا بنایا ہے نبی نے مجھ کو	
	ولہ	
مہربان گنبدِ دوآر نہیں ہے تو نہ ہو مجھ میں اگر طاقب ویدار نہیں ہے تو نہ ہو		عشقی اختر کے سوا یا رہ نہیں ہے تو نہ ہو اگر نبی کہہ کے مکرنا تو نہ ہو گا ہر دگر
	ولہ	
ر شک لقمان بو علی بجاؤ		چاہتے ہو اگر خضر کی عمر
	ولہ	
جاسے ضرور ان کو سمجھ کر ملا کر و		افسر تمہارے کتنے ہی ظالم رہیں مگر
	ولہ	
اچھا ہے جہدِ رہی تم اس سے بچ رہو		یکو اس حقیقی کی سراسر دلیل ہے
	ولہ	
پھر امیر و نکو فقیروں سے محبت کیوں ہو		اگر حقیقت میں بُری شے ہو فلاکت سیفی
	ولہ	
تم ادب کو ہاتھ سے جانے نہ دو		کیسی ہی الفت بڑوں سے کیوں نہ ہو
	ولہ	
سیفی تم اس سے ذرا بچتے رہو		بیمبائی کی نشانی ہے نہ سی
	ولہ	
کل کی مرغی سے بھلا آج کا انڈا بھجو		کل کے دن جائے کیا حشر تمہارا ہوگا
	ولہ	

فکر و خیال میں تو ڈوبے ہوئے ہو تمہاری	عاقبت کی بھی کبھی فکر کیا کرتے ہو
ولہ	
سیر ہوئی ہی نہیں سے ہوس تا بیتا	دیدہ حرص تو بنیا سے یہ کیوں خالق ہو
ولہ	
کام بستے ہیں ولیکن دیکے جل تدبیر کو صحتوں کے تجربے کو کہتے ہیں خاموش رہ زخمیوں کو یوں لڑتے چھوڑنا اچھا نہیں وہ مبارک لوگ جنہ عقل کو بھی ناس ہے فی الحقیقت ہے اثر تاثیر ایک مہل سی بات گردشِ آیام نے جب مجھ کو مضطر کر دیا	ہم سے ہی کیوں سوچتی ہو دل لگی تقدیر کو حسیر پر اتنا کہان میرے دل و لکیر کو ذبح کر کے ہانڈہ لو فتراک میں بخیر کو کب رو ا رکھتے ہیں کار خیر میں تاخیر کو کون یہ سمجھائے میرے نالہ شبگیر کو اکرزو میں کو سننے دینے لگین تقدیر کو
ما تو ان دل کی اسیدون پر نہ پانی پھیرے توڑنا اچھا نہیں سیفی عصائے پیر کو	
ولہ	
نرمیوں سے سخت ہو گا دشمنِ کمزور بھی	پھیل کر بہتا ہے پانی گر زمین ہموار ہو
روایف ہائے ہوز	
بڑھائینگے جوشانِ شوکت زیادہ یہ وہ بات ہے جو تہِ آسِ گلی جا کر نکلتا ہے جو کام آہستگی میں	وہ آخر اٹھائینگے خفت زیادہ کر و تم خیالِ شرافت زیادہ کر و اُس میں تیزی نہ محضرت زیادہ

<p>تمہارا ہی آخر میں دل سخت ہوگا شرف کو کیا آپ سمجھتے ہوئے ہیں جو محسن سے اپنے کرے گا بُرائی لیاقت بڑھیں گی جو تعلیم دو گے نمائش کی چیزیں نہیں کام آئیں جو سنتے نہیں ہن بڑوں کی نصیحت عبادت کرو گے تو پاؤ گے جنت</p>	<p>کسی سے نہ رکھنا کہ درست زیادہ نہ ہوگی یہ کم ہو گے حضرت زیادہ وہ دیکھو گا آخر نہ است زیادہ سختاوت سے ہوتی ہو دولت زیادہ ضرورت سے کیجئے یہ حضرت زیادہ وہ سہتے ہیں آخر مصیبت زیادہ اک محنت سے ملتی ہے دولت زیادہ</p>
<p>مگر آج سیفی نے دنیا کو سمجھا! کہ درو زبان سے نصیحت زیادہ</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>یہی سی اب زمانہ کی رفتا رہی نہیں</p>	<p>کیا کیا سلوک ہوتے تھے اہل ہنر کیساتھ</p>
<p>سیفی! سیاحتوں کے مزے غفلت کو کیا دنیا نے دون کے لطف اگر ہن توڑ کیساتھ</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>ترپینے سے ذرا فرصت تو ملتی</p>	<p>بلا سے جھوٹ کہتا نامہ بر کچھ</p>
<p>ولہ</p>	
<p>جنت ہے بہتر چشتانِ مدینہ</p>	<p>فردوس کا خواہاں نہیں خواہاںِ مدینہ</p>
<p>ولہ</p>	
<p>اگر بے زری کا شکوہ کرو گے ہر کیسے</p>	<p>ہو جاؤ گے ذلیل بھی تم مفلسی کیساتھ</p>

ولہ

پیروی اچھوئی اچھا کیوں نہ کرو گی تمہیں	آسمان پر سوئی بھی ہے حضرت عیسیٰ مسیح
--	--------------------------------------

ولہ

نہ پوچھو سود خواروں کے نتیجے	یہاں ہیں ہاتھ کالے اور وہاں مٹا
------------------------------	---------------------------------

رویت یا سے تھمائی

خدا جانے کیا حشر کل اپنا ہوگا	نہ دوزخ ہماری نہ جنت ہماری
نتیجہ بھگت لوگے اپنے کیے کا	نہ مالو بلا سے نصیحت ہماری

ولہ

کیوں اسے ہلال و شمس تجھے اتنا مل ہی	ہر چیز کے کمال کو آخر زوال ہے
کس کو سنائیں اپنی مصیبت کی داستان	جو ہے وہ اپنی فکر میں آشفہ محال ہے
میدان حشر بھی تجھے غمنا نہ ہو گیا	سکر حیا ہے! میں ہوں موانع الہی

ولہ

موت پہنچنے پہنچ میں منظور کی	آفتون میں سو جھتی ہے دور کی
عالموں کو کہتے ہیں جاہل بُرا	قدر کیا انگور کو انگور کی

ولہ

عجب حال دیکھا گیا اس جہان کا	اکہین سے خوشی اور کہیں رنج و غم ہی
------------------------------	------------------------------------

ولہ

نوشہ ہے اگر تقدیر کا تحریر پتھر کی	تو مجھ سے ہو نہیں سکتی یہ کچھ بدیر پتھر کی
------------------------------------	--

<p>خدا سے کیا ملا سکتی ہو وہ تصویرِ تنہا کی عزیز و کس لئے کی قبرِ پیسہ تنہا کی مٹا سے کہہ میں مٹی بھی ہو تحریرِ تنہا کی</p>	<p>جسے تیشے کو ہاتھوں چھوٹنا اپنا پیشہ ہے بلے جاتے ہیں پہلوی سے ہم تو باوجودِ صیانت جہی جو بات دل میں سنگدل کو کب نکلتی ہے</p>
<p>کیسے کیوں نہ بڑھیا میں جب عزتِ دہن میں پہنچی خدا کی کا کیا دعویٰ جو کی تو قیصرِ تنہا کی</p>	
<p>وہ</p>	<p>وہ</p>
<p>وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی سیرتِ تو یہ پہلی جو صورت نہیں رہی اب تو کسی میں نام کو الفت نہیں رہی کیوں اُس سے لڑے جس سے محبت نہیں رہی</p>	<p>وہ عالمِ شباب کی دولت نہیں رہی دل میرا آپ سے نہ چرک گیا تمام عمر وہ بھی تھا اک زمانہ کہ اک پر تھا اک فدا کیا دشمنی ضرور ہے جب دوستی نہ ہو</p>
<p>پیری میں کس گھنڈہ پہ سیٹھی لگاؤں دل نا ازان تھے جب یہ ہم وہ طبیعت نہیں رہی</p>	
<p>وہ</p>	<p>وہ</p>
<p>ڈھبٹ ہوتے ہیں بلا کو عاشقِ دلگیر بھی</p>	<p>دار سے بچنے کی اُس نے کی نہ کچھ تدبیر بھی</p>
<p>وہ</p>	<p>وہ</p>
<p>سوئے والے نہ سنیں رام کہانی میری آپہ کیا خاکِ گھلیگی ہمہ دانی میری</p>	<p>نیند آنیکے عرصے میں آنسو آئین شرفِ فہمی کی جھینجھن نہ نہیں ہو سیٹھی</p>
<p>وہ</p>	<p>وہ</p>
<p>نہیں اسدِ سفلوں سے وفا کی</p>	<p>کبھی سیٹھی نے کتنی بات اچھی</p>

ولہ

نہرِ دنیا میں نہ کم عیش کو سامان ہونگے
ہم ہی اک روز کسی قبر میں مہمان ہونگے
خاک ہو جائیگے مٹ جائیگا اور چرخِ برین
پر کسی کے تونہ نہ شرمندہ احسان ہونگے

کہنے پر اس دلِ نادان کے نہ جادو سیفی
دیکھو پتھار کے دانِ غیر نگہبان ہونگے

ولہ

پاک باطن کا کیا کرے کوئی
جان سے جو عزیز ہیں اُن سے
دشمن اپنا ہوا کرے کوئی
غیر کے نیک دہر سے کیا مطلب
نہ جدا ہوا حسدِ اکرے کوئی
کام اپنا روا کرے کوئی

سیرِ باغِ جہان میں لے سیفی
چشمِ عبرت کو داکرے کوئی

ولہ

کل رہے گا راحت و آرام سے
پسند کی محفلِ اغیار میں
آج جس نے کچھ مصیبت دیکھ لی
سبھی ایسے کی ہے ساری دوستی
میں نے ناصح کی حماقت دیکھ لی
میں نے دنیا کی طبیعت دیکھ لی

ولہ

فرقتِ احباب میں درِ زبانِ شعار میں
دکے بہلانے کو زخمِ دلِ گلستان ہو

ولہ

صحرے لے دو تو ہونا دکھِ کارنگِ فانی ہے
بدلے حدیٰ کسے لے ہو تو یہ سارے

رہن ہزار ماہین اور رات ہین ڈرائی کیا پوچھتے ہو سیفی نیرنگیان چنانکی	لقد کچھ مدد کر لار کاروان کے تم پر تو آئینہ ہین حالات آسمان کے
ولہ	
چار احباب بہم ایک جگہ ہون جسد حرص کی خانہ خرابی ہنیں دیکھی امدل چور کب چلین سے ہون ہین چرا کردولت علم سے قدر ہے انسانکی دولت ہنیں رات دن فکر سخن طبع رسا ہے مٹھوس	وہ زمانہ وہ گھڑی اور وہ سال اچھا ہے کام اچھا ہے وہی جگہ مال اچھا ہے مال اچھا ہے وہی جگہ مال اچھا ہے مے جو اچھی ہو تو پھر جامِ خال اچھا ہے حسب موقع جو کرن فکر خیال اچھا ہے
ادب استاد کا ہے باعث تفصیل علوم سیفی نیک صفت کا یہ خیال اچھا ہے	
ولہ	
اس دور میں خواہاں شرافت ہنیں کوئی صحبہ امیر کی فیکو کو ہنیں فیض کیون پیری سے گہرا ہنیں نہا نامی زمانہ	بس عزت و توقیر ہے انسانکی زر سے رشتے کو سوا گھنے کو کیا نفع گہر سے عاشق ہی تو ڈرتے ہین توبل سحر سے
جب بادہ توحید کے سرت ہین سیفی کیون بجز ہی ہکو نہ ہو اپنی خبر سے	
ولہ	
کون پیری کی مصیبت کو اٹھاؤ امدل بزم اغیار میں جانا ہے کوئی کھیل ہنیں	سفر اچھا ہے وہی ہو جو سحر سے پہلے پوچھ لینے دو مجھے اپنے جگر سے پہلے

<p>ہو گئے بھی اولگ میرے سفر سے پہلے دیکھتے تھے جو عنایت کی نظر سے پہلے اپنی منزل کو پہنچتے ہیں سفر سے پہلے</p>	<p>بیٹھا ہوں یا برکات اور جو اس قسم اب وہ کٹر کے نکلیا تھے ہیں اللہ اللہ جیسے ہی اُس پر جو مرتے ہیں وہی آسید</p>
<p>عقل مندوں نے بہت ہنسیا ہوا ہے مارنا چاہیے موزی کو ضرر سے پہلے</p>	<p>ولہ</p>
<p>قابو میں ہو تو اپنے عدد کو چھوڑیے</p>	<p>بچھو کو مارنا ہی قرین ثواب ہے</p>
<p>اُن کے بچے بھی تو عزت نہیں کرتے انکی</p>	<p>اپنے ماں باپ کی عزت جو نہیں کرتا ہیں</p>
<p>ولہ</p>	<p>جسکی اللہ کی بخشش یہ نظر پڑتی ہے</p>
<p>وہ بھی محتاج و پریشاں کہیں رہتا ہے</p>	<p>ولہ</p>
<p>نہیں کام آتی محبت کسی کی عبث کرتے ہو تم شکایت کسی کی نہ اسے کسی پر طعنت کسی کی اگر ہمارے لیے کسی کی شکایت کسی کی ہمیں کب سے غور وقت کسی کی</p>	<p>ذرا دل سے سن لو نصیحت کیسی بدلتے بھی دیکھی ہے قسمت کیسی بڑی بد بلا ہے محبت خدایا نتیجہ بہت ٹھیک ہے امتحان کا کوئی کیا کرے یہ گردش اسماں کو</p>
<p>یہ اول ہی کہتے تھے تم کو نہیں کام آتی محبت کسی کی</p>	<p>ولہ</p>

ولہ

دہی سچا شریف ہے سیفی	اصل اپنی جو یاد رکھتا ہے
----------------------	--------------------------

ولہ

بارج ہوئی ہے دنیا کیا کارِ عاقبت میں	رہبرِ جہنم بنایا وہ رہبرِ نیک سے نکلے
سیفی ہر کون ایسا جو بگو بخشواے	نکلے تو کام تیرا شاہِ زمیں ہو نکلے

ولہ

حصولِ جاہ میں آفت بڑی ہے	یہ سچ کہتے ہیں یہ متزلزل کڑی ہے
جس میں چھپا نہ چھوڑے گی کسی کا	یہ لیکر ہی اٹھی ہے جب اڑی ہے
چلی جاتی ہے ہر دم سانس اپنی	بہنیں رکھتی کبھی یہ دھڑکڑی ہے

نہ پوچھو آفتیں دنیا کی سیفی
گئی ایک دوسری سر پر کھڑی ہے

ولہ

بڑا کہتے ہیں اچھے کو بھی سیفی	خدا پالانہ ڈالے احمقوں سے
-------------------------------	---------------------------

ولہ

مذاقِ حد سے زیادہ نہ کیجئے کہ کہیں	سہنسی مہنسی مین مہنسی چاہیں نہ ہو جائے
------------------------------------	--

ولہ

کسی بیدار سے کیا پوچھیے وہ کیا جانے	کیسی کیسی طیش در دگر ہوتی ہے
صنط کرنا یہ نہیں ٹھیک بہالے آنسو	مہربانی تری اسے دیدہ تر ہوتی ہے
سیفی جب میں نے ہی مانا نہ کسی کا احسان	آہ میری کہیں مسمون اثر ہوتی ہے

	ولہ	
نہ سہی حسن خدا داد کو زیور نہ سہی نہ سہی تجھ میں کوئی خوبی و جوہر نہ سہی		چاند کیا یوں ہی نہیں حسن میں اپنی یکتا خاندہ کیا میری غیب سے تمھیں یاد سیف
	ولہ	
پر دم ذبح تمھیں تو نہ حیا بھی آئی وقت پر کام تمھاری نہ دوا بھی آئی		نول کا پاس تھا ہم موت ڈرتے کیونکر بان لپیتی ہوئی کہتی ہے حکیموں سے قضا
	ولہ	
کہ ہر انسان کے منہ میں زبان ہے ترے دوکان ہیں اور اک زبان ہے		ہو گے جیسی غم ویسی سونگے بہت سن اور کم کہہ کیونکہ سیفی
	ولہ	
معلوم نہیں اب تک شغ پر ہی کیوں ہے پھر خواہ مخواہ اتنی بیدارگری کیوں ہے		میں نے تو بہت کوشش کی نفس کو زمین بے باطن و مروت سب کام نکلتے ہیں
	ولہ	
سب کی سن لو مگر کرو اپنی!		یک ہی کی اگر ہے تمکو تمیز
	ولہ	
نہ اُن پر کچھ بھروسہ ہے نہ قابو اپنے ایدل ہے کہ جب کی عقل دشمن ہے اسی پر جان مائل ہے مرے مولا مری قسمت بدل دینو کے قابل ہے مری حسرت بھری جان ہی مراد ان بھرا دل ہے		بھسی پر یوں کا شید اسے کبھی حور و نہ پائل ہے نرا کیا خاک اب ہو گیا گدا دل لگانے کا ہفت ہر گھڑی کی آئے ہنکی یہ پریشانی ہی گردش ہے قسمت کی قویاں کیسے گزر گئی

ولہ

ہے شگون کامیابی کو شش و سعی و بلیغ
دل سے آتی ہے صد اہر دم مبارکباد کی

ولہ

جب تمہیں زینت کی امید نہیں ہو کوئی
آج کی بات کو کیوں کل یہ اٹھا رکھا ہے
سینے کیوں کوئی مجھے آنکھ اٹھا کر دیکھے
پاس مجھ بے زور و بے زور کے کیا رکھا ہے

ولہ

نصیحت غافلوں کو اور فلک تو فیہ کیا کم کی
جہاں محفل تھی شادی کی وہیں محفل ہو ماتم کی

ولہ

کیوں سہنے پڑتے یہ ستم ناروا مجھے
ہو نا نصیب گرد دل صبر آزاں مجھے

ولہ

کچھ ایسا تجر بہ خود غرضی دوران کی سکھلایا
کہ جو در دشمنان بہتر ہے لطاف غریبان سے
یہ پرار مان صدا آتی ہو ہر اک باغ ویران سے
یہ زمین آباد ہو کر ہو گئے اک دن زینت عالم
بگڑ کر کیا سمجھ لیکہ کوئی تقدیر پہنان سے
جب آیا غصہ سحر مان نصیبی عقل یہ بولی
کہین لڑتے ہیں عاقل جاہلان دشمنان سے
سبٹھا لو حضرت دل آپ کو یہ کیا حماقت ہو
کہ بار کوہ ہلکا کس قدر ہے بار احسان سے
ہو اثبات یہ چاک دامن خورشید کھلن سے
کسی طبع حیا پر در کی ہمت کوئی پوچھے
کرو مت سبکدستی تنگ پلہ و در ومان سے
تاج نیک کامو نکلے کبھی بد ہونہیں سکتو
وہ آفت ڈھالی ہو چیخ ستم پیشہ کی چالوں سے

انہیں حیران و سرگردان بولوں کو سوا سیمفی
لیٹ کر رونے والا کون ہے گور غریبان سے

اول

زمانہ برون کا بھلا ہو رہا ہے	یہ کیا فیصلہ واہ وا ہو رہا ہے
یہ علمی ترقی کا الٹا نتیجہ	کہ اب ناروا بھی روا ہو رہا ہے
جرسے کام کے ہیں برسے ہی نتیجے	گھلا کیوں جب اپنا کیا ہو رہا ہے
وہی کاٹتے ہیں جو لوہے ہیں سیٹھی	برائی کا شجرہ بُرا ہو رہا ہے

یہ بیچ ہے کہ گندم بروید ز گندم
بھلون کا ہی سیٹھی بھلا ہو رہا ہے

اول

مزا اب زندگی کا کچھ نہیں ہے	کہ سامان دل لگی کا کچھ نہیں ہے
شکر رنجی پہ ہوا خبام جس کا	مزا ایسی مہنی کا کچھ نہیں ہے
نہ ہو معبود کا جب دل میں جلوہ	نتیجہ بندگی کا کچھ نہیں ہے
طبیعت ہے اگر راضی رضا پر	تو شکوہ بے زری کی کچھ نہیں ہے

جو کچھ کرنا ہے کرو جلد سیٹھی
بھروسہ زندگی کا کچھ نہیں ہے

اول

اچھے ہیں وہ جو سچی و صیدت میں پڑ گئے	غم میں ہیں وہ جو شکوہ قسمت میں پڑ گئے
سوئے ہوئے کے پاس ہی آؤ ہیں پوچھی	مغس وہی ہو سہیں جو تائیں پڑ گئے

سیٹھی تر قبول کی امید ان سے کیا کریں
جو تھک تھکا کے کنج قناعت میں پڑ گئے

ولہ

موت کیا ہو گی نہ خان کے لیے موت جب ہر لحظہ ہوتی ہے قریب دیکھنا اس آسمان کی گرد و شبنم چھوٹنا دستِ قصا سے ہے محال اپنے دشمن کا بھی وہ دشمن نہ ہو پھر وہی کالی بھیا نک رات ہے فائدہ بارش کا ہے برسات میں عیش ہی کی اکلی ہے شوم کو	طمع ہو آخر سے کس دن کے لیے جمع پھر کرتے ہو زر کن کے لیے کن کی دولت اور ہو کن کے لیے پھر دغا بازی ہو کس دن کے لیے چاہیے یہ پاک باطن کے لیے چاندنی ہے چارہی دن کے لیے بانگین موزوں ہے کن کے لیے ورنہ زر کی کیس کی ان کے لیے
--	--

سیحی یہ کافر ڈرین کیوں آگ سے؟
خوف دوزخ کا ہے مومن کے لیے

ولہ

دہم ہوتا مجھے کوئی نہ تھین کوئی خیال چاہے سولے کہا میں تو اسے حب الوطن	مجھ میں اور تم میں اگر سچی محبت ہوتی ورنہ عورت سے مری تھک جو بھی عزت ہوتی
---	--

ولہ

اور بڑھ جاتی ہے تدبیر سے دشتِ مری آپ کا شکوہ کروں؟ اور عدو کے آگے ان حسینوں نے بنایا سرے کھلونا جھکوں	کیا دکھاتی ہے مجھے دیکھے قسمت میری یہ تو بہتان ہے ایسی نہیں عادت میری دل نادان ترے ہاتھوں میں نی گت میری
---	--

جو ہوا میری ہی قسمت ہوا ہے سیحی

	غیر سے شکوہ نہ یاروں سے شکایت میری	
	ولہ	
خوشی کیون نہ جو جسم کی خستگی سے	کہ اک وصلِ دلہرینِ حائلِ یہی ہے	
	ولہ	
دولت اگر نہیں ہے تو بہت بھی کیا نہیں	اندھے تو سب کو تو نگر بنائینگے	
	ولہ	
فکر دینا دل تو رنجِ عاقبت جان کہا ہے ہی	پہمول یہ کہلائے ہے اور وہ کلی مر چکا ہے	
	ولہ	
کھسیر میں رہتا ہوں کہ مجس میں مقید	کیا کام لیا ہے مجھے فرزا نہ بنا کے	شیطان رہو شکلِ شریفانہ بنا کے
	ولہ	
گر کئے نیکی میں ساری زندگی مفلح غیرت زدہ کو چھوڑیے قد رہی جسکو نہیں ہے وقت کی نام تک بھی لے نہ کوئی موت کا آتشِ دوزخ کا اُسکو خوف ہے خوابِ غفلت اچھپنا! پسیری و غم	کیا ہی نعمت ہے ہماری زندگی سب کو ہوتی ہے پیاری زندگی اُن کی کیا ہوگی بچاری زندگی گر نہ ہو بے اختیاری زندگی عیش میں جس نے گزاری زندگی کھائے جاتے ہیں ہماری زندگی	
	خوابِ شبِ سیفی حریفِ موت ہے ایک ہی دن کی ہے ساری زندگی	

ولہ	جس نے کی قدر وقت کی سیفی	وقت بھی اُس کی قدر کرتا ہے
ولہ	یہ سخت عیب ہے کہ لاؤ تم جو دست نگر	فرخ دست جو کہ لاؤ تو ہنر بھی ہے
ولہ	سبھلک خرچ کر کے مسرت نادان دلتکو	یہ ہاتھوں ماتھ جاتی ہے گشتل سوائی
ولہ	حلم دیک ہے حکومت کی عمارت کیلئے	چاہئے پابندی نصرت حکومت کیلئے
ولہ	وہ کیوں فرعون بڑا سانچا نیگا اکھ سیفی	عزیز مہر جو نہاش ہو جاوے مقدر سے
ولہ	یہ بیٹھی باتوں سے کام لو سیفی	کھٹے آہون کو کون لیتا ہے
ولہ	طلب رزق میں حیران ہو کیوں آغاغل	دیکھ پیچھے سے میں پرند کو غلامی ہے
ولہ	لفظ خلق اللہ میں ہم نے نہ کی بھول سو دیر	شمع روشن کی طرح گو خود اندھیر میں رہے
ولہ	اگر خواہش بقا کی ہے خودی کو چھوڑ دو سیفی	فنا جب تک نہ ہو دانہ کہاں سر سبز ہوتا ہے
ولہ		

نیکو کھایت ظالمون کی آسمان سے	یہ ملیں دبستانِ فلک ہین
ولہ	
کیوں یہ کہتے ہو کہ ہو جاوے گا رسوا کوئی	تم تو اچھے ہو نہیں رہے اگر اچھا کوئی
ولہ	
شیر کا لکڑی کے جالے میں الجھنا کچھ نہیں	یہ عجیب ہے کہ عاقل دام دنیا میں پھنسے
ولہ	
اس دور میں پروا سے کسی عیب نہر کی	تقدیر ہی کچھ اپنی سنو جاوے تو بس ہے
ہرگز مجھے دولت کی تمنا نہیں سیغی	آرام سے عزت سے گزر جاوے تو بس ہے
ولہ	
لاپچی جھوٹ بھی کہنے کو سمجھتے ہیں ہنر	اس طریقہ سے اگر اُن کا بھلا ہوتا ہے
ولہ	
موافق اپنی اپنی ہمتوں کے	لگے تقدیر سے ہر ایک کو ہے
ولہ	
اپنی بدنامی سے سیغی ڈر رہے جو بقدر	اس قدر اللہ سے ڈرتے تو بجاتے ولی
ولہ	
کام اتنا ہی خیسوں سے لیا کر لیا	جو قدر جالے ضرورت کی ضرورت سمجھے
ولہ	
کار و بار دنیوی کو چھوڑ کر پھر کیا رہے	موجبِ راحت انہیں کی آفت و تکلیف ہے
ولہ	

راستی کھائے بغیر کیوں بولیں	منہ میں کچھ ہو تو منہ بھی چلیا ہے
وله	وله
حد سے بے حقیقت کو نہ سمجھو بحقیقت تم	عروج حضرت عیسیٰ میں ہارچ ایک سوڑن ہے
خدا سا بھی گنہ کافی ہے الجھانے کو خوشترین	عروج حضرت عیسیٰ میں ہارچ ایک سوڑن ہے
وله	وله
لچھ طہارت اور غذا پر ہی نہیں ہو منحصر	بات جو حد سے بڑھی وہ دشمن جان ہو گئی
وله	وله
محنت اتنی نہ اٹھاؤ کہ پریشان ہو جاؤ	ووڑنے والی ہی شکایت دین سیغنی جلدی
وله	وله
پار سائی مری مشہور زمانہ ہے مگر	مجبو لے ڈوبیگی یمن پرستی سیری
وله	وله
گر تخمین شرم ہے جلدی سے معافی چاہو	عذر سے اور بھی سنگین خطا ہوتی ہے
وله	وله
بہت روئینگے چلائیگے اپنی غلطیوں پر ہم	گئے دن کی طرح جب اس جوانی کو نہائیگے
وله	وله
اگر حاصل کریں عبرت کی آنکھیں	سبق آموز ہر اک چید ہوگی
وله	وله
اسے دلِ نادان تو اراٹو کی بات نہیں آ	جانِ ارمان سعی ہے اور جانِ کوشش رنج ہے
وله	وله

قد رست رحم و کرم ہے لونہ تاخیر کرد	بات رنجانی ہے اور وقت نہیں رہتا ہے
ولہ	
عقلا کیوں نہ کم چون اسے سیغی	کم بھی ہوتے ہیں بھول بچوں سے
ولہ	
مر سون سے دشمنی کس کام کی رنج و غم میں مبتلا ہیں راستہ دن دوستوں ہی پر بھروسہ نہیں بان جوانی کی عبادت سے خوب ہے اگل جیب اٹھان میں باقی نہیں دربار پھر نا ہی جب مقصود ہے جو پاک شہر اسے تم کو چار میں	اس قدر بھی بدولی کس کام کی مطلوں کی زندگی کس کام کی دشمنوں کی دوستی کس کام کی عاجزون کی عاجزی کس کام کی پھر کسی سے دوستی کس کام کی یہ فقیر ہی آپ کی کس کام کی دوستو! ایسی ہنسی کس کام کی
جو عدد ہے دین کی اخلاق کی! یعنی ایسی شاعری کس کام کی	
ولہ	
وجہ بدگوئی حاسد کی نہیں جھکو تلاش	عادتا بھونکتے رہتے ہیں ہمیشہ گنتے
ولہ	
خیال شہر شاعر کیوں ہے	یہ اچھے ہیں تو خود شہر ہو گئے
ولہ	
شاعری پر پاد شاہوں کیلئے زبان نہیں	بان انہیں شاعر نوازی نکتہ بخنی چاہیے

	ول	
برونکے ساتھ جب غم بھی بڑے ہو	پھر امنین اور تم میں فرق کیا ہے	
	ول	
قوم یہ چاہ رہی ہے کہ غلامی میں کٹے	زندگی ہائے اسے کس کی پسند آتی ہے	
	ول	
پیسے کی آرزو نہ کرو علم چھوڑ کر	سیفی تم اسکے واسطے پیا نہیں ہوئے	
	ول	
تو کوشش کرو رہنی رصا پر	تو کل جبکو کہتے ہیں یہی ہے	
	ول	
لائی مدح اگر ہیں تو وہی ہیں سیفی	جنکی بہت کبھی مایوس نہیں ہوتی ہو	
	ول	
نہ کا میت خط نہ لکھنے کی رہو کس طرح باقی	نہ خط لکھنے کے وہ عادی نہ خط لکھنا عادی	
	ول	
نہ خط لکھنے کو وہ عادی نہ خط لکھنا عادی	تو قیر حرم ہی میں ہو آہو سے حرم کی	
	ول	
تلاوار کوئی حیرت ہے ہمت کے سامنے	تکے ہنر میں شیر شجاعت کے سامنے	

<p>یار سب کسی کے سر پہ ہر وقت ہی نہ آئے جہنمی ہو و سرس نہ رکے گا سخی کا ہاتھ ہے نہ اللہ زمین و زور و زان کا یہ ثبات گر آپ جیتے ہیں آپ شریعوں کی زندگی کیا چیز تیرے دہے ڈرا جیسے پوچھیں جو دوست ہیں وہ جان ہی کرتی نہیں شیخ سب جان کی بھی دروین ہی نہیں چاہ</p>	<p>گتے ہیں تاک سب ہی ساعت کے سامنے افلاس کچھ نہیں ہے سعاد کے سامنے یہ کچھ نہیں ہے علم کی لذت کے سامنے کیا مال جان و مال جو عزت کے سامنے نہتی ہے کوئی حسن کی کھسکت کے سامنے ورنہ یہ کیا بلا ہے ہمت کے سامنے پیسہ کی کوئی قدر ہے صحت کے سامنے</p>
<p>سب ہی نہ درجاست دنیا کے واسطے!</p>	<p>سب ہیج ہے خدا کی محبت کے سامنے</p>
<p>کس طرح چین میر ہو کسی کے دل کو</p>	<p>نہا دم نزیت لگے رہتو ہیں لاکھوں کھٹکے</p>
<p>اپنی تصنیف کو کس طرح کہے کوئی بُرا</p>	<p>کہی جاتی نہیں ہے چھاپہ بھی اپنی کھٹی</p>
<p>کتنا آباد یہ رستہ ہے مگر اسے سیفی</p>	<p>عدم آباد کو جاتے ہوئی ڈرتے ہیں بھی</p>
<p>گر تکبر کے تقاضے سے نہ ہو</p>	<p>کیا ہی نعمت ہے ہماری خامشی</p>
<p>شریف النفس کے دشمن کا دشمن</p>	<p>خدا ہے ہاں خدا ہے ہاں خدا ہے</p>

مشریف النفس اپنے دشمنوں کا	نہیں دشمن مگر اُس کا خدا ہے
ولہ	
اُس سے ملتا ہوں جو ملتا ہو ملنا ہی ہے	درد آداب طلب کی مجھے پرا کیا ہے
ولہ	
نہ لکھو بیچ میں اُس کی قصیدے	پرک جسکو نہیں کوٹے کھرے کی
ولہ	
جدھر دیکھوں دھڑی دیکھتا میں کیوں نہ بچاؤں	ہر اک صورت میں ہیں جلوہ بتری شانِ خدا کی
ولہ	
کا ہو تقدیر پر بیٹھے ہو کیوں	لیس لایسنان الا ماسعی
ولہ	
اپنے استاد سے خفا ہو کر	آیتا نقصان آپ کر لو گے
ولہ	
بہت ایسے ہیں جنہیں عطر سے بھی نفرت ہے	آپ کی بات کو کیوں سارا زمانہ مانے
ولہ	
وہ کیا دیکھینگے قومی بہتری کو	جنہیں لالچ نے اندھا کر دیا ہے
ولہ	
بے ہنر کیوں کھل آئے ہیں وطنِ مہمنی	غیر خام جُدا ہوتے نہیں ڈالی سے
ولہ	
مٹتے ہیں اچھے بُرے سوا کچھ رش و تقصیر	دیکھتے ہر جا چٹکتی ہے برابر چاندنی

وہ

استیغشرم سے ہوتی ہو گنگارون کی
ڈاکٹر جی نہیں سنتے ہیں بیماروں کی
دیکھنی بانی ہے عزت بھی خریداروں کی
مگر کوئی سب سے تیسرے میں معماروں کی
کام و انون میں آخرت نہیں بیکاروں کی
کام و انون میں تو عزت نہیں بیکاروں کی
گر گزرتی ہے وہ اک بات جہانداروں کی
کوئی عزت نہیں دیوانوں میں ہشیاروں کی

حشر میں کیوں نہ بن آئیگی ہر سکاروں کی
رحم کیا زار بھی مجرم پہ کوئی شاد کو ہے
صحتی چہ اگر بہ تو اس سے جیتے وہ ہے
انکے رہتے کے آس پاس رہی نہ ہو
کدیرا چہ شہر کے ہر پہلو کو جوں لیتے ہیں
شعاع جیسا گھنٹی سے نہ نکل سوتا نہ پتھر ہیں
کام جو کہ نہیں مکتی ہے عساکر بلکہ
نور ہندی کی پہلے دنیا میں یوں ہی سی شال

پہلے لکھن کے دکھلاؤ ہنر کو سیفنی
و نہایت عطر ہیں سنتے نہیں عطاروں کی

وہ

صلح کے بعد بھی ہے ہر کوئی شکایت باقی
اسے خلوت میں بھی ہر حسرت خلوت باقی
جب تک حجاب کے دل میں ہو کدورت باقی
جبھی تک رہتی ہے مہمان کی عزت باقی
دلین گرا آپ کے ہو کوئی کدورت باقی
یعنی بیرونی میں جوانی کی ہر عزت باقی
مگر احباب سے مجھو ہے شکایت باقی

دیکھو رکھو نہ کبھی اُس سے محبت باقی
یار کے ساتھ ہی آتا ہے عہد کا بھٹیال
نصف چٹل ہو محبت کا نہ مکن ہی نہیں
میرزاں کے لئے حباب تک نہ ہو بیخاطر
عفو تقصیر سے بہتر ہے سزا سے تقصیر
جلگے بان گرل نہ گئے بانوں کے
گود سے نہ سورتی تری شمت سیفنی

یون تو نکلے بہت ارمان گراستے سسٹنی	
ابھی تفسیر سے محکوم ہے شکایت باقی	
ولہ	
نقارت سے غریب کو تو نگر کیوں دیکھیں گے	بہت سی یہ ہرک شجب نظر آتی ہے پتھری
ولہ	
سے نزدیک وہی لوگ ہیں خوش قسمت بھی	جنگلے جتنے عین لیا نہ بھی پروا دے دھب بھی
ولہ	
محمقین سے دور رہنا کی یہی تدبیر ہے	چھوٹے چھوٹے کام میں آئین ان کو نصیب
ولہ	
کچھ نہیں موقوف بید پر خراب	ہر جگہ موجود ہیں ایسے بُرے
ولہ	
وہ بدست بن مجبور دھکڑ مچا کر حوائثین	مری تدبیر بھرتی ہے مری تقدیر بھرتی ہے
ولہ	
باتھ اور پاؤں تو کیا چیریں تالہ	عقل تک بھی تو بڑا پلے میں نہیں رہی ہے
ولہ	
وہ بھی انسانوں میں انسان ہو گئی سیفی	جسکی صحبت کو بڑا سارا زمانہ بچھے
ولہ	
حاکموں اور پادشاہوں کے لیے	بیروی لازم ہے اہل الرائے کی
افسار علیٰ تعین گو کیوں نہ ہو	بیروی لازم ہے اہل الرائے کی

	ولہ	
<p>کمیٹے مالداروں کے اراکین مفلس ہوں عدت ایک ہونڈ پھیرانی کو دریا میں ترستی ہے حکومت دروہلت کی بھی سی کیسی سی ہے</p>		<p>یگانوں اور پگانوں کی پرواہی نہیں رہتی</p>
	<p>خدا ہی دامن دنیا سے بچائے میرے سچے کو وہ پانی اٹکتا کب ہے یہ ناگن جسکو دوستی ہے</p>	
	ولہ	
<p>گلشنوں کو آبساری چاہیے عاصیوں کو اشک باری چاہیے ہمتوں میں پانداری چاہیے عکدہ میں سو گوارسی چاہیے بے زرد نکوشتکاری چاہیے خاکوں کو خاک ساری چاہیے ہر جگہ اسیدواری چاہیے مجرموں کو شرمساری چاہیے عورتوں کو پردہ داری چاہیے یوں تو سب کو ہوشیاری چاہیے</p>		<p>علم کو برہم سے نگاری چاہیے رنج کا انجہام جب ہوتا ہر عیش سب کے ارمان حکومت سے مگر عیش کی جا آہ وزاری ہو بڑی ایک بو کر کاٹتے ہیں جب ہزار گرد اوچھی ہو کے بٹنی ہے غبار تحم بولتے ہی نہیں ملتے ثمر عفو کو ہٹ دھرمیوں سے نبض ہے کہہ رہے ہیں تجربے یورپ کے یہ حکمرانوں کے لیے ہے لازمی</p>
	<p>یعنی دنیا کے بڑھانے کے لیے علم اور کچھ مالدارسی چاہیے</p>	
	ولہ	

آسمانوں کی گوپیہ کی طرح	چال ٹیڑھی سے بات سیدھی ہے
متفرق	
محسن بربک شہر عفران مکان اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خان	
شیر والی کی مٹا سہ شوارہ تھا	اکھانے پینے کا کسی سے مدین طلبکار نہ تھا
دایہ کے گود سے اچھا مجھے گلزار نہ تھا	دہ بھی کیا دن تھے ہمیں غم سے سر درکار نہ تھا
دل کو لہران نہ تھا جان کو آزار نہ تھا	
رباعی	
انڈھا کبھی گلشن کا طلبکار نہیں	قوال سے بہرون کو سر درکار نہیں
گلزار سے دشت سے پریشاں کو	خوش حال تو جنگل سے بھی سیرا نہیں
مثلث	
متحد حبیب دونوں اعضا میں	کیون نہیں کہتے میر کو سودا
یہی استعار کا بھی عالم ہے	
اپیات	
کسی غم کا یہ کہنا بھی ہے کچھ قابل غور	دہی لایق ہے بہت جسکی ہو خواہ بہت
تو سمجھتا ہے کہ مختار ہوں لیکن ایدل	روتے ہیں تیرے لیے تیرا ہی خواہ بہت
ورید قدروان علم و ہنر شرفا نواز غریبا پرور عالیجناب مولوی میر محمد علی دین علیخان بہادر اول تعلقدار ضلع پر بھنبی و ہمنیت شکار شیر	
ہمارے طبع کا یہ جزر اور مد	قصیدہ نخل ہو دیکھلے گرجہ راسو

یہ ایک مشہور ہی باتیں ہیں چھٹی
خود اندر اس کے در میں دور اس سے
وہی اچھا سمجھ لیتے ہیں اس کو
کے میں شوق، تر سے نہیں ہوں
نما بھی اس سے ہوتا ہے، کر رہا اند
ہی ہوگی اگر وہ جہان میں
ہو ہے، کام آتا ہے، لیکن
فرشتے سے فرشتے کے، کامل
ہو ہے، اند آگیا کہتا ہے اس کو
نہ اس سے کہ میں عین عطر واسطے
نہ اس سے کہ میں عین عطر واسطے
جو عیون کہنہ سے فوسبہ گردین
خواب میر محمد الدین سلیمان
تلق دار صنم پر مینی کے
صنم کا انتظاں ایسا کیا ہے
مسلمانوں کے میں ملکب و ماوا
کوئی ناخوش نہیں ہے صنم بھرن
اگر چاہیں شمار وقت فرصت
سر با عدل مظلوموں کے حق میں

کہ ہے صیدا فگنی بیکار ہے
زمین سے جھلک رہے وہ جسے جھلک
جنہیں طبعاً سب سے کام ہے کہ
کہ رکتا ہوں برا ہیں مجھ سے وہ
تو بجائی ہے وہ تیغ بہشت
ایہ مرون کو تو ہے زمینہ مسند
کہ ہے عین کھایا نہیں جاتا
اگر صیدا فگنی کو ہوں برآمد
کہ تر جانی ہے سب ملکات اندرو
کہ ہے عین ہر ایک چیز کی حسد
سب سے ہیں جو فصل نیک کو بد
وہی ہیں اہل اوصاف محمد
ہمارے افسر علی و اسعد
جہاں ہے حکم سے جن کے مقید
کہ حاصل خلق کو ہے عیش سرمد
نہ کیوں ایسوں سے راضی ہوں محمد
کہ ہے ایک مہلت کو بہت کہ
لوگن سکتے نہیں جلدی سے تا حد
حایت خواہ کے بُرج مشید

وطن کی فیسر خواہی بنا اس مطلب
 عربیہ الملوک کے بیسیوں کے
 دبیر وزیرک و منصف ہیں ایسے
 کوئی کام ان کا بنے موقع نہیں ہے
 جو ان دوی کا ان کی پوچھنا کیا
 تو جہ سیر ہیں بھی حسیہ پر ہے
 پتہ چنہ جب کامدوری کے بن ہیں
 پھر کر شیر آف آیا مقابل
 نسبت سے رعایا چیتی تھی
 ملکات سے بہت اور دلیری
 ہو ایسواک کر گولی لگائی
 کہی تاریخ اس جرات کی ہم نے

رشتہ کی رہا سیر تہمت میں
 ہمدان سے کا دارو سکتے ادا
 کہ کوئی فیصلہ ہوتا نہیں رو
 غرض ہیں و صفت ان کے نام نہ
 شجاعت کرتی ہے جنگی خوشامد
 نہ چھپڑیں خلق کو تا دام اور دو
 شکار شیر کو نکلے مجرور
 نہ جوشن جسم میں تھا اور نہ چلند
 الہی خیر باشد خیر باشد
 نکالی بڑھ کے بندہ حق محمد
 وہیں بس سوگیا شیر مستبد
 مبارک ہو شکار شیر جید

سہرا و تہنیت شادوی براور نسبتی ام ششی محمد دوم صاحب خلافت
 زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حاجی حرمین شریفین عاشق رسول
 کونین عالیجناب مولوی ششی غلام رسول صاحب قبلہ

کیون نہ ہو جاسے کا بھر خانہ قرآن سہرا
 آج ہے اپنے مقدر کا سلیمان سہرا

سہرے عارض نوشتہ ہے تابان سہرا
 دیکھنے جو رہیں جب آئی ہیں تو پریاں کیلین

سب کسی وقت ذرا بادِ عیب اسے چھیڑا
 آنکھ ہو جاتی ہے پر نظر پڑتے ہی
 کیوں خوشامد نہ کر سکتے مری اے عینِ سہرا
 تابیٰں حسن سے غیر سب سے نگاہِ خوشید
 میند پرستہ میں نظر آتے ہیں تار و تار و تار
 کسی خوشید سے صورت سے قریبِ حال
 رو سے خوبی کے لئے آنکھ ہو یہ آرایش
 عزیزِ ایمانِ حین کیوں نہ خوشی سے چمکین
 نادِ حنا بچھو بہت حسن پہ اپنا اور چاند
 یادِ نور و زہیٰ بھی مٹائی ہوئی پھرتی ہے
 حور و علمان کی نظر آج یقیناً لگتی
 وہ درخشان کا عالم ہے کہ اللہ اللہ
 ہے اگر سہرے کی بڑا یک ایسی کا بکشان
 اصل و نیا قوت جو اہر سے گندہ پایا ہو اسے
 چارہ گز خم پر چاند کے ذرا رکھ مرہم
 جو کلی ہے وہ چمک کر یہ صدا دیتی ہے
 کیوں نہ کھب جائیگا ہر اک کی نظر میں
 جلوہ مندرِ مقصود مبارک! مخدوم
 گلشنِ طبع سے گل ہائے مضامین چمک

بن گیا رشکِ دو برق درخشان سہرا
 ہے کوئی چاند کا ٹکڑا کہ گشتان سہرا
 در درِ ارمانِ مسرت کا جو در مان سہرا
 کیا ہی پر نور ہے تیرا مہ تابان سہرا
 یا تر سے اندھیرا نشان چہ خوشحال سہرا
 قہر سے کیوں نہ بڑھے تال و دامن سہرا
 کہ مسلسل بھی ہو مثلِ مدھنِ مگرگان سہرا
 بھر دیا ہے گلِ مقصود و دامن سہرا
 دیکھنا تاب اگر ہے تو یہ تابان سہرا
 عرصہ حسن پہ جب سے ہو زمان سہرا
 حسنِ نوشہ کا نہ ہوتا جو نگہبان سہرا
 آپ ہی اپنی سجاوٹ پہ ہر نازان سہرا
 منہ ترا چاند ہے اور اختر تابان سہرا
 کیوں نہ بن جائیگا پھر کانِ خندان سہرا
 عکسِ حسنِ نیکین سے ہو نمکدان سہرا
 ہو مبارک مرے مالک کو یہ خندان سہرا
 حسنِ مین چاند سے بڑھ کر یہ خوشان سہرا
 سے تری ناکہ ارمان کا حدی خوان سہرا
 خوب سمیٹنے بنا یا ہو گل افشان سہرا

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۹	کر کر	کر کے	۳۶	۵	سو جی	سو جی
۶	۱۴	کی امید	کی امید غمراہ	۴۵	۲	رہزن	راہزن
۱۹	۹	قیام	ظہور	۴۷	۱	سعی و مبلغ	سعی مبلغ
۲۰	۱۴	دورخ	دوزخ	۵۲	۱۰	کرے	کرین
۲۵	۱۵	توق	تمنا	۴۱	۴	جب	جو
۲۹	۱۳	ورنیا	دنیا	۵۸	۱۶	عزت	ہمت
۱۷	۵	.	نفع لے	۶۳	۱۲	جید	اجید
۳۳	۴	اطمینان	اعتبار	۱۶	۳	چین اسکو	چین سے اسکو

۲۰ جب ڈور ہی نہ ہو تو اڑے کس طرح تنگ

لے۔ محققین محتاط تقریر میں نفع کو بسکون فاشاید بولتے ہوں مگر اس کا استعمال تو عام طور پر بفتحتین ہی ہے خصوصاً ترکیب عربی و فارسی میں واقع نہ ہو تو اس کا صحیح کہنا اردو گو یوں پر ناگوار گزرتا ہے اسلئے میرا خیال ہوا کہ جب لفظ کا فرد ایسے ہی بہت سے لفظ بے ضرورت غلط استعمال ہیں تو ضرورۃً یہ کثیر الاستعمال لفظ کیوں بفتحتین نہ بولا جائے اور کیوں مہذب نہ سمجھا جائے چونکہ میری اس رائے کے کسی قدر تنگ آصفیہ کو اور صاحب قابوس کو بھی اتفاق ہو اسلئے اردو ترکیب میں نفع بفتح فاشتمال کرنے میں صرف اسی موقع پر اپنی خیال کی تائید کی ہے

قطعه تاریخ

فضل الفضل استاد الاساتذہ
عالی جناب حکیم مولوی محمد حریب
صاحب بیدل سہارنپوری

غزنی شہرین بیان
غزنی کے سچے سخن از ایب
پوشندہ

تکمیل از
کتاب خانہ
۱۳۳۴

قطعه تاریخ

اکمل الکمل اولیٰ الاہل باجناب
حکیم مولوی محمد وحید الدین
صاحب عالی حیدر آبادی

نظم
عبدالحق اب جیوان کی طرح
عبدوان بخش جیوان چارہ سار

نظم
غزنی تاریخ کی دل
اچھی جیانی کی نظم جان نواز
۱۳۳۴